عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲۸ر جمادی الثانی تا ۴ر رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مارچ ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۱۱

کیا صحابہ کرامؓ کا اجماع وفاتِ عیسیٰؑ پر تھا؟
ایک تحقیقی جائزہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زرّیں کارنامے

نیک صحبت کے فوائد

نبیٔ افرنگ کی داستانِ حیات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

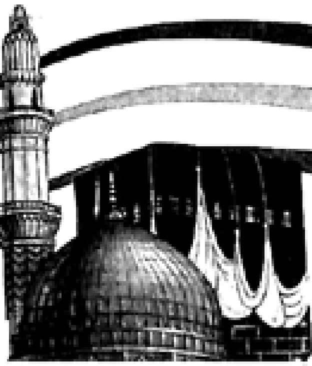

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

ترکہ کی ورثا میں تقسیم کا طریقہ

س:...... ملک اعجاز کی دو بیٹیاں اور بیوہ ہیں، ملک صاحب کے ماں باپ پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ مزید یہ کہ ملک اعجاز کی وفات کے وقت ان کے تین بھائی اور دو بہنیں ہیں، تین بھائیوں میں سے ایک بھائی فوت ہو چکا ہے، البتہ اس کے دو بیٹے، تین بیٹیاں اور بیوہ موجود ہیں۔ اگر ملک اقبال مرحوم کے ترکہ کا حصہ ان کی بیوہ، اولاد کے حوالے کیا جائے اور وہ آپس میں تقسیم کریں تو کیا اس طرح کرنا درست ہے؟ ملک اعجاز کا ترکہ ۳۲ کنال زمین ہے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں ملک اعجاز مرحوم کا کل ترکہ ۱۹۲ حصوں میں تقسیم ہوگا، جس میں سے ملک اعجاز مرحوم کی بیوہ کو ۲۴ حصے، ہر ایک بیٹی کو ۶۴، ۶۴ حصے جبکہ ہر ایک بھائی کو دس حصے اور ہر ایک بہن کو پانچ، پانچ حصے ملیں گے۔

واضح رہے کہ ملک اقبال مرحوم کا انتقال اپنے بھائی ملک اعجاز کے بعد ہوا ہے، اس لئے ان کے ترکہ میں سے اقبال مرحوم کا حصہ مذکورہ تفصیل کے مطابق ان کی اولاد کو ملے گا۔ چونکہ ملک اعجاز مرحوم کا ترکہ زمین کی صورت میں ہے، اس لئے اس کی قیمت مذکورہ طریقہ کے مطابق ورثاء میں تقسیم ہوگی۔

گھریلو پریشانیوں کا حل

س:...... گزارش خدمت یہ ہے کہ ہم اپنے تین بچوں کے ساتھ ڈنمارک میں رہتے ہیں، اسماء بشیر بیٹی، نعمان بشیر بیٹا اور عمران احمد بیٹا، اپنے بڑے دونوں بچوں کی شادی کی کوشش کرتے ہیں تو بات بنتے بنتے رہ جاتی ہے، کیا وجہ ہے کہ کسی نے رکاوٹ یا باندھ تو نہیں کی ہوئی؟

ج:...... رشتہ کے عمل کا پرچہ بھیج رہا ہوں، اس پر عمل کریں ان شاء اللہ رشتہ ہو جائے گا۔

س:...... چھوٹا بیٹا عمران احمد آٹھویں کلاس تک ٹھیک ٹھاک پڑھتا رہا ہے، چودہ سال کا ہوتے ہی یہ بُری سوسائٹی میں پھنس کر تباہ ہو گیا ہے، جوں توں کر کے اس نے ایف اے تک پڑھا ہے، شراب، نشہ، گندی لڑکیوں کا پیچھا کرنا، اس کا کام ہے، اب تو اسے ٹی بی بھی ہو گئی ہے، اسے اپنی صحت کا بھی خیال تک نہیں، ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جاتا، اس کا کوئی فیوچر نہیں، کوئی بات نہیں سنتا، کوئی اچھی نصیحت یا اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جواب میں وہ گالیاں بکتا ہے اور ہر بات کے جواب میں کہتا ہے: ”میں نے یہ بکواس نہیں سننی یا بکواس نہ کریں“ اب ایک وحشی عورت کے پیچھے پڑا ہوا ہے، بڑی ہی گندی عورت ہے، برائے مہربانی کوئی ایسا وظیفہ بتایئے تاکہ اس وحشی عورت سے مکمل طور پر چھٹکارا مل جائے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ اس سے متنفر ہو جائے؟

ج:...... اس خاتون اور بیٹے کی نفرت کا تصور کر کے روزانہ پڑھا کریں: ”والقینا بینھم والعداوۃ والبغضاء“ رات کو ایک سو ایک بار پڑھا کریں، ان شاء اللہ! اس عورت سے جان چھوٹ جائے گی، نیز آپ چلتے پھرتے کثرت سے درود شریف پڑھا کریں، نمازوں اور تلاوت کا اہتمام کریں۔

س:...... میرے بڑے ہی خوبصورت بچے ہیں، لگتا ہے کسی حاسد کی نظر کھا گئی ہے؟

ج:...... بہت ممکن ہے کسی کی نظر لگ گئی ہو، مگر میں سمجھتا ہوں یہ کوئی نظر نہیں بلکہ آپ حضرات نے شروع میں اس کی تربیت میں جو بے توجہی برتی ہے اس کی ”برکت“ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲۷ رجمادی الثانی تا ۴؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍مارچ ۲۰۱۸ء شمارہ: ۱۱

اس شمارے میں!

پنجاب اسمبلی کی قرارداد اور وفاق المدارس کا فیصلہ!	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے زریں کارنامے	۸	مولانا منیر احمد اختر
نبی افرنگ کی داستانِ حیات	۱۱	مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی
نیک صحبت کے فوائد	۱۶	مولانا دبیر احمد قاسمی
آزاد کشمیر اسمبلی کا عظیم الشان کارنامہ (۲)	۲۰	مفتی خالد محمود
کیا صحابہ کرام کا اجماع وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر تھا؟	۲۳	مولانا عبدالحکیم نعمانی
اسلامی نظریاتی کونسل اور سرکاری طرزِ عمل	۲۶	حضرت مولانا زاہد الراشدی

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

تسبیح، تحمید، استغفار اور درود شریف

حدیث قدسی ۵: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ مبارک سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے، انہوں نے مجھ سے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے محمد! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری امت میں سے کوئی شخص جب تم پر ایک مرتبہ درود بھیجے تو میں اس کے بدلے میں اس شخص پر دس بار رحمت بھیجوں اور جو شخص تم پر ایک بار سلام بھیجے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجوں۔ (نسائی، دارمی)

حدیث قدسی ۶: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور کھجوروں کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا طویل سجدہ کیا کہ مجھ کو یہ خوف ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا ڈر ہو گیا، میں قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا: کیوں تجھ کو کیا ہو گیا؟ میں نے اپنے خوف کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ کیا میں آپ کو اس کی بشارت نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو تم پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں اس پر اپنی سلامتی نازل کروں گا۔ (احمد)

حدیث قدسی ۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور جس وقت وہ مجھ کو یاد کرے تو میں اس کے پاس اور اس کے ساتھ ہی ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے سے جو توبہ کرتا ہے اور اپنے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے بہت خوش ہوتا ہے، جس طرح تمہاری اونٹنی جنگل میں گم ہو جائے اور بہت تلاش کرنے کے بعد وہ گمشدہ اونٹنی مل جائے، اس گمشدہ اونٹنی کے مل جانے پر تم کو جس قدر خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس خوشی سے بھی زیادہ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو توبہ کرنے والا ہے۔

متفرق مسائل

س:...... گزشتہ سوالوں میں صاحب نصاب کا تذکرہ ہے، فطرے کے حوالے سے صاحب نصاب کسے کہا جاتا ہے؟

ج:...... ہر وہ عاقل، بالغ، مسلمان مرد و عورت جس کے پاس روزمرہ کے اخراجات کے علاوہ نقد رقم یا دیگر سامان جو ضرورت سے زائد ہوں اور ان کی مالیت 612.50 گرام چاندی کی مالیت کے برابر ہو اور ان پر کسی کا کوئی قرضہ نہ ہو یا قرضہ ہو تو قرضہ کی کل رقم اس مالیت سے نکالنے کے باوجود بھی ذکر کردہ چاندی کی مالیت ان کے پاس موجود رہتی ہو اور یہ مالیت عیدالفطر کے دن صبح صادق کے وقت اس کی ملکیت میں ہو تو ایسے شخص کو صدقۃ الفطر کے لحاظ سے صاحب نصاب کہتے ہیں، اس کو عید کے دن صبح صادق کے وقت اتنی رقم کے مالک ہونے کی وجہ سے اپنی اور اپنے زیر کفالت افراد کی طرف سے فی کس ایک فطرہ ادا کرنا لازم اور واجب کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ اگر عیدالفطر کے دن صبح صادق کے وقت کوئی بچہ یا بچی پیدا ہوا اور وہ زندہ بھی ہو تو اس کی طرف سے بھی فطرہ دینا ہوگا، البتہ زیر کفالت افراد میں سے اس دن صبح صادق سے پہلے کسی فرد کا انتقال ہو چکا ہو تو اس کی طرف سے واجب نہیں ہوگا، لیکن اگر زیر کفالت افراد میں سے کسی کا انتقال عیدالفطر کے دن صبح صادق کے بعد ہوا ہے تو ان کی طرف سے بھی فطرہ ادا کرنا لازم اور واجب رہے گا۔

س:...... ۹ ذوالحجہ کی تاریخ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر کی نماز تک کون سا خاص عمل بتلایا جاتا ہے؟

ج:...... شریعت اسلامیہ نے ہر سال، سال میں ایک مرتبہ ۹ ذوالحجہ کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر کی نماز تک کے فرائض پڑھ چکنے کے بعد ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا ہر نمازی پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت اکیلا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ واجب قرار دیا ہے۔ اس تکبیر کو تکبیر تشریق کہا جاتا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ”اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد“ (واضح رہے کہ ایک مرتبہ کہنا واجب ہے اور تین مرتبہ کہنا افضل ہے، مرد حضرات قدرے بلند آواز سے کہیں اور عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ یہ کل تیئس نمازیں بنتی ہیں)۔

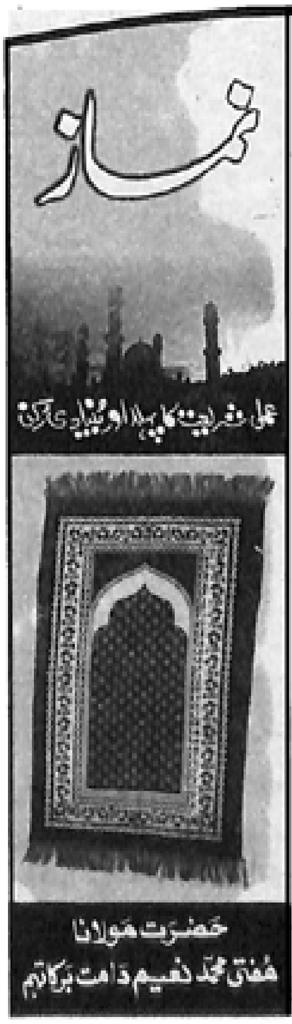

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

پنجاب اسمبلی کی قرارداد

اور

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا فیصلہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

پنجاب اسمبلی نے قرارداد منظور کی ہے کہ پنجاب کے سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں ’’ختم نبوت‘‘ کے مضمون کو شامل کیا جائے۔ قارئین ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کو یاد ہوگا کہ اس سے قبل جمعیۃ علماء اسلام خیبر پختونخوا کے رکن صوبائی اسمبلی جناب حضرت مولانا فضل غفور صاحب کی پیش کردہ قرارداد میں فیصلہ ہوا، پھر اس کی روشنی میں نصاب میں ختم نبوت کا مضمون منظور ہوکر نصابی کتب میں شائع ہوگیا ہے، جو صوبہ خیبر پختونخوا میں پڑھایا جارہا ہے۔

لاہور مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء پر مشتمل وفد لیگی رکن صوبائی اسمبلی جناب وحید گل سے ملا۔ خیبر پختونخوا اسمبلی کی منظور شدہ قرارداد اور اس پر کارروائی اور نصاب کی کتب جن میں ختم نبوت کا مضمون شامل کیا گیا ہے، ان کو پیش کی گئیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے جناب وحید گل کو توفیق دی کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی میں قرارداد جمع کرائی کہ صوبہ پنجاب کے سرکاری تعلیمی اداروں میں ختم نبوت کے مضمون کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ الحمد للہ! قرارداد منظور کر لی گئی، اب اس پر عمل درآمد کا مرحلہ ہے، اس کی بھرپور پیروی کی ضرورت ہے۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا خالد محمود، جناب میاں رضوان نفیس، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عبدالنعیم اور جملہ رفقاء ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ جناب وحید گل سے رابطہ میں رہے اور یوں اللہ رب العزت نے ان کو توفیق بخشی اور یہ کام ہوگیا۔ پنجاب اسمبلی کے اسپیکر اور صوبائی وزیر قانون جناب رانا ثناء اللہ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ غرض جنہوں نے بھی اس قرارداد کے منظور کرانے کے عمل میں جتنا حصہ ڈالا وہ سب ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا فیصلہ

قارئین باخبر ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ پر ’’آئینہ قادیانیت‘‘ نامی کتاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بنین کے درجہ سابعہ میں داخل نصاب ہوئی۔ سالہا سال سے وہ نصاب کا حصہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی ذات گرامی بہتر جانتی ہے کہ اس وقت سے لے کر آج تک کتنے حضرات علماء کرام نے اسے پڑھا اور پڑھایا اور یوں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق خلق خدا کے شعور میں کتنا اضافہ ہوا۔ اس تمام کام کا ان تمام حضرات کو اجر ملے گا جو اس کے لئے مخلصانہ جدوجہد میں کوشاں رہے اور کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا۔

خیبر پختونخوا صوبہ کے سرکاری اسکولوں کے نصاب میں مضمون ختم نبوت کی شمولیت، پنجاب میں مضمون ختم نبوت کی شمولیت کی پیش رفت اور وفاق المدارس کے درجہ سابعہ بنین میں اس کی تدریس کے عمل کے سالہا سال کے اجراء کے بعد ضرورت تھی کہ صوبہ سندھ اور بلوچستان کے اسکولوں کے نصاب میں بھی اسے شامل نصاب کرادیا جائے، سواس کے لئے کوشش جاری ہے۔

اسی طرح ضرورت تھی کہ ہمارے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے شعبہ بنات میں بھی آئینہ قادیانیت یا اس کا کچھ حصہ شامل نصاب کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ وفاق المدارس کی نصاب کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا ہے، چنانچہ صدر الوفاق حضرت شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور قائد وفاق مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہما سمیت نصاب کمیٹی کے اکیس معزز ارکان کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم عمومی کی طرف سے ذیل کا یہ خط ارسال کیا گیا۔

گرامی قدر حضرت مولانا .... صاحب مدظلہ

رکن نصاب کمیٹی وفاق المدارس العربیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی!

آج کل جس طرح عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں مختلف پلیٹ فارم سے آواز بلند ہورہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

اس سلسلہ میں اعزاز اوّلیت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ عرصہ ہوا، وفاق المدارس کے سربراہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی خواہش اور توجہ دلانے پر وفاق المدارس کے بنین کے درجہ سابعہ میں ''آئینہ قادیانیت'' کو شامل نصاب فرمایا۔ اس پر وفاق المدارس کے جملہ ارکان عاملہ و نصاب کمیٹی کے اراکین سب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان حضرات نے منظوری سے سرفراز کیا۔ اس کا مثبت اثر آپ حضرات کے سامنے ہے کہ اس وقت تمام دینی مدارس کی نسبت وفاق المدارس کے فضلاء، فتنہ عمیاء قادیانیت کے متعلق زیادہ باخبر ہوتے ہیں۔ فالحمدللہ!

آپ حضرات یہ جان کر خوشی محسوس فرمائیں گے کہ اس وقت سرکاری سطح پر خیبر پختونخوا میں صوبہ کے تمام سیکنڈری اسکولز تک کے نصاب میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا مضمون سلیبس کا حصہ ہے جو نصابی کتب میں شائع شدہ ہے اور پڑھایا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے رکن صوبائی اسمبلی مولانا فضل غفور صاحب کی مساعی کو حق تعالیٰ نے بارآور فرمایا۔ فالحمدللہ!

آپ حضرات کے لئے یہ امر بھی صدہا خوشی کا باعث ہوگا کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے رکن جناب وحید گل صاحب کے ذریعہ پنجاب اسمبلی نے قرارداد منظور کرکے صوبہ پنجاب کے نصاب تعلیم میں عقیدۂ ختم نبوت کے مضمون کو شامل نصاب کرلیا ہے۔ اس پر عملدرآمد کے مراحل طے ہورہے ہیں۔ ان تمام خوش کن خبروں کے بعد آپ کی توجہ آپ کے دائرہ کار کے ایک اہم اور فوری مسئلہ کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ وفاق المدارس کے بنات کے شعبہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے عقائد کفریہ سے متعلق کوئی چیز شامل نصاب نہیں، حالانکہ جتنی زیادہ قادیانی خواتین کی سرگرمیوں سے ہمارا نسوانی حلقہ ان کی آماجگاہ ہے وہ آپ سے مخفی نہ ہوگا۔ اس لئے عریضہ ہذا کے ذریعہ التماس ہے کہ:

۱...... ''آئینہ قادیانیت'' کو عالیہ بنات کے سال اوّل میں ''اسلام اور تربیت اولاد'' کے ساتھ رکھ دیا جائے تو چند ہفتوں میں یہ کتاب اسباق میں نکل جائے گی۔

۲...... اور اگر ایسا کرنے سے نصاب کے بھاری ہونے کا اندیشہ ہو تو ''آئینہ قادیانیت'' کے ابتدائی دس سوالات اور ان کے جوابات

جو ختم نبوت کے عنوان پر ہیں وہ شامل کر لئے جائیں تو ایک دو ہفتہ میں ایک ایک گھنٹہ کے سبق سے چند صفحاتی یہ مضمون پڑھایا جاسکتا ہے۔

امید ہے کہ آپ اس تجویز کی اہمیت، مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت اور اس دور میں اس کی اہمیت سے متعلق اس گزارش کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں گے۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!

والسلام مع الاحترام!

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ ملتان

اس خط کے جواب میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کا ذیل کا مکتوب گرامی موصول ہوا:

14-12-2017

گرامی قدر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب زید مجدہم

مرکزی ناظم اعلیٰ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے!

آنجناب کا مکتوب گرامی موصول ہوا، جس میں آپ نے وفاق المدارس کے عالیہ بنات سال اوّل کے نصاب میں ’’آئینہ قادیانیت‘‘ یا اسی کے ابتدائی دس سوالات شامل کرنے کی تجویز پیش فرمائی ہے۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ ۲۱؍دسمبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات وفاق المدارس کی نصاب کمیٹی کا اجلاس متوقع ہے۔ ان شاء اللہ العزیز! اجلاس میں آنجناب کی تجویز برائے غور وخوض پیش کر دی جائے گی۔ والسلام!

(مولانا) محمد حنیف جالندھری...... ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ومہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان...... ۲۵؍ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ، ۱۴؍دسمبر ۲۰۱۷ء

چنانچہ ۲۱؍دسمبر ۲۰۱۷ء جمعرات کو وفاق المدارس کے مرکزی دفتر ملتان میں وفاق کی نصاب کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں ایجنڈا کے اس حصہ کو زیر بحث لا کر منظور کر لیا گیا۔

اللہ رب العزت کو منظور ہے تو ان شاء اللہ العزیز! شوال ۴۰-۱۴۳۹ھ کے نئے تعلیمی سال سے وفاق المدارس کے درجہ بنات میں بھی ’’آئینہ قادیانیت‘‘ کے پہلے حصہ کے دس سوالات وجوابات نصاب کے طور پر پڑھائے جائیں گے اور ان سے سالانہ امتحان میں ایک سوال بھی شامل ہوگا، یوں ملک بھر میں وفاق المدارس کے فضلاء کی طرح فاضلات بھی عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق معلومات کو سبقاً پڑھنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوں گی۔ اس پر وفاق المدارس ہم سب کی طرف سے مبارک باد کا مستحق ہے کہ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے متعلق مبارک قدم اٹھا کر اسلامیان وطن کی شعور ختم نبوت کی آگاہی کا سامان کیا ہے۔ حق تعالیٰ ان کی ان مساعی کو بارآور فرمائیں۔ آمین!

اب ضرورت ہے کہ ہمارے باقی مدارس کی تنظیمات بھی اس سلسلہ میں قدم اٹھائیں۔ چنانچہ اس کام کے لئے ان حضرات سے باضابطہ رابطہ کا آغاز کیا جارہا ہے۔ (ان شاء اللہ العزیز)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زریں کارنامے

مولانا منیر احمد اختر، جہانیاں منڈی

محقق دوراں امام اہلسنت حضرت مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ اپنی کتاب مصائب الصحابہؓ میں لکھتے ہیں کہ: ’’جہاں اللہ رب العزت حضرت صدیق اکبرؓ کو مومنین اولین مستضعفین کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی، وہاں آپ کو یہ بھی توفیق بخشی کہ آپ نے ان مجبور مقہور بندگانِ خدا کو ظالموں کے ہاتھوں سے نجات دلائی اور انہیں خرید کر آزاد کردیا۔‘‘

مولانا شبلی نعمانیؒ رقم طراز ہیں: ’’حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دفتر فضائل کا یہ پہلا باب ہے کہ انہوں نے ان مظلوموں میں سے اکثروں کی جان بچائی: حضرت بلال، عامر بن فہیرہ، لبینہ، زنیرہ، نہدیہ، ام عبیس رضی اللہ عنہم اجمعین یہ سب کو بھاری بھاری داموں پر میں خرید اور آزاد کردیا۔‘‘

امام ابن ہشام اور امام ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے پہلے سات اشخاص کو خرید کر آزاد فرمایا۔ حضرت بلال، عامر بن فہیرہ، ام عبیس، زنیرہ، نہدیہ، بنت نہدیہ، جاریہ بن مؤمل۔

ابن ہشامؒ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے آزاد کردہ اصحاب کی تعداد سات مذکور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ صحیح تعداد سات سے زیادہ ہے۔ کیا آپ نے شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانیؒ کی تحریر ملاحظہ نہیں فرمائی، جس میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ابوفکیہہ کو خرید کر آزاد کیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت بلالؓ کی مظلومی و آزادی:

ان تمام مظلومین مستضعفین میں حضرت بلالؓ کی مظلومی بھی بے مثال ہے اور آزادی بھی بے مثال ہے۔ امام ابن ہشامؒ امام ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت بلالؓ صادق الاسلام، طاہر القلب تھے، جب دوپہر خوب گرم ہوجاتی تو امیہ بن خلف مکہ کی ریتیلی زمین پر انہیں پشت کے بل ڈال دیتا اور اس کے حکم سے ایک بڑی چٹان آپ کے سینے پر رکھ دی جاتی، پھر امیہ حضرت بلالؓ سے کہتا: خدا کی قسم! تیرے ساتھ یہی سلوک جاری رہے گا، یہاں تک کہ تو مرجائے یا محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت حق کا کفر کرو اور لات وعزیٰ کی عبادت کرو۔ اسی ابتلاء ومصیبت میں حضرت بلالؓ فرماتے احد، احد! امام ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ (یہ معاملہ برابر جاری رہا حتی کہ) ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ ادھر سے گزرے اور وہ (ملعون) حضرت بلالؓ کے ساتھ یہی کارروائی کررہا تھا، آپ نے امیہ بن خلف سے فرمایا: ’’الا تتقی اللہ فی ھذا المسکین؟ ‘‘ کیا تو اس غریب کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتا۔ آخر یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ امیہ نے کہا: ’’انت الذی افسدتہ فانقذہ مما تری‘‘ آپ ہی ہیں جس نے اسے خراب کیا، لہٰذا آپ ہی اسے عذاب سے چھڑائیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: ہاں میں یہ کرتا ہوں، میرے پاس ایک غلام ہے جو بلال سے مضبوط اور زیادہ قوی ہے اور تیرے دین (کفر) پر ہے، میں (حضرت بلال) کے بدلے میں وہ تم کو دیتا ہوں۔ امیہ نے کہا: مجھے قبول ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: وہ تیرا ہوگیا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا وہ غلام امیہ کو دے دیا اور حضرت بلالؓ کو لے کر آزاد فرمایا۔ ’’انت الذی افسدتہ‘‘ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی تبلیغ وتحریک سے اسلام لائے تھے۔

علامہ حلبیؒ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ: بغوی کی تفسیر میں ہے، حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امیہ سے کہا کہ بلال کو میرے ہاتھ بیچ دو، تو اس نے کہا: ہاں میں اس کو قسطاس کے بدلے بیچتا ہوں۔ جو حضرت ابوبکرؓ کا غلام تھا، مشرک تھا اور اسلام قبول نہیں کرتا تھا۔ پس ابوبکرؓ نے اس کے بدلے میں بلالؓ کو خرید لیا۔ یہ بغوی کا کلام ہے اور امتاع میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے امیہ بن خلف سے بلالؓ کی خرید کی بات چیت کی تو امیہ نے اپنے لوگوں سے کہا: آج میں ابوبکر سے وہ کھیل کھیلوں گا جو کسی نے کسی سے نہ کھیلا ہوگا، پھر ہنس پڑا، پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا: مجھے اپنا غلام قسطاس دے دو، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: لے لو، امیہ نے کہا: میں نے لے لیا، یہ کہہ کر ہنس پڑا اور کہا: نہیں! خدا کی قسم! جب تک آپ اس کے ساتھ اس کی بیوی نہ دیں گے، میں یہ سودا نہیں کروں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ بھی لے لے، امیہ نے کہا: یہ بھی میں نے لے لی، پھر ہنس پڑا اور کہنے لگا: نہیں! خدا کی قسم! جب تک آپ اس کی بیوی کے ساتھ اس کی بیٹی نہ دیں گے، یہ سودا نہیں کروں گا، حضرت ابوبکرؓ نے اسے بھی منظور فرمایا،

امیہ ہنس کر کہنے لگا: نہیں! خدا کی قسم! جب تک آپ مزید دو سو دینار بھی ساتھ نہ دیں گے یہ سودا نہیں ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ اس پر فرمایا: جھوٹ بولتے تجھے شرم وحیا نہیں آتی؟ کہنے لگا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر آپ نے دو سو دینار ساتھ دے دیئے تو میں یہ سودا کراوں گا، اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ بھی لے لو۔ چنانچہ اس نے یہ سب کچھ لے لیا اور بلالؓ کو دے دیا۔ یہ صاحب امتاع کا کلام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو نو اوقیہ سونے میں خریدا، اور ایک قول ہے کہ پانچ اوقیہ سونے میں خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک رطل سونے میں خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلالؓ کی مالکہ (امیہ کی زوجہ) نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: اگر آپ کہتے کہ میں ایک اوقیہ سے زیادہ میں نہیں خریدتا تو ہم ایک اوقیہ ہی میں بلالؓ کو بیچ دیتے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: اگر تم سو اوقیہ طلب کرتے تو میں سو اوقیہ میں بھی بلالؓ کو خریدتا۔

وفات سیّدنا صدیق اکبرؓ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے ابو کا مرض پندرہ دن جاری رہا حتیٰ کہ جب ۱۳ ہجری ۲۲ جمادی الاخریٰ کو سوموار کا دن ہوا تو ابو جی نے مجھ سے پوچھا: ”فی ای یوم مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم “... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس دن فوت ہوئے؟ فرمایا: ”انی لا رجو فیما بینی وبین اللیل“ مجھے امید ہے کہ میں آج دن کو یا رات کو کسی وقت فوت ہو جاؤں گا۔ پھر پوچھا: تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی چادروں میں کفن دیا تھا؟ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے جواب دیا کہ یمن کی دھاری دار تین چادروں میں، اس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میری چادر میں زعفران یا گیرو کا نشان ہے، اسے دھو دینا اور دیگر دو چادریں ملا کر میرا کفن بنا دینا، عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے، خوب احسان فرمایا ہے، ہم آپ کو نئی چادروں میں کفن دیں گے، آپ نے فرمایا: ”ان الحی ھو احوج الی الجدید لیصون بہ نفسہ عن المیت انما یصیر المیت الی الصدید والی البلیٰ۔“ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کفن دے دیا گیا تو سیّدنا علی المرتضیٰؓ فرمانے لگے: ”ما احد القی اللہ بصحیفتہ احب الی من ھذا المسجی“ مجھے اس کفن میں لپٹے ہوئے شخص سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہیں جو اپنے درخشاں نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس جا رہا ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات پر اہل مدینہ بہت غمگین ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اہل مدینہ کے لئے نہایت ہی حزن وملال کا باعث بنی۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ بہت روئے۔ تیزی سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آئے اور آپ کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب دوست، ثقہ راز دان اور مشیر خاص تھے، آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سب سے زیادہ یقین وایمان والے تھے، آپ کے مناقب سب سے اعلیٰ ہیں، ہر نیک کام میں سب سے آگے رہے، آپ کا درجہ سب سے بلند ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت وکردار کے سب سے زیادہ مشابہ تھے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی جب لوگ انہیں معاذ اللہ جھٹلا رہے تھے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان اور آنکھوں کی سی حیثیت رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب میں صدیق قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون“ (الزمر: ۳۳) اور جو شخص سچائی (دین حق) لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ کا کتنا پیارا تھا، سبحان اللہ!

حضور ﷺ جتنی عمر پائی:

حضرت ابوبکر صدیقؓ تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے، تمام روایات اس پر متفق ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی عمر پائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پہلو میں سلایا گیا اور آپ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں کے برابر رکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ کو قبر میں اتارنے کے لئے حضرت عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ اور آپ کا بیٹا عبدالرحمٰنؓ قبر میں اترے، آپ کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے ساتھ ملا دیا گیا۔

جنازۂ صدیق علی باب الحبیب:

جنازہ پڑھ کر آپ کی چارپائی کو آپؐ کے روضۂ مبارک کے سامنے دروازہ پر رکھ دیا گیا، حاضرین نے آپ کو مخاطب کر کے یوں عرض کیا: ”السلام علیک یا رسول اللہ ھذا ابوبکر“ ابوبکرؓ حاضر ہیں۔ روضۂ مبارک سے آواز آئی: ”ادخلو الحبیب الی الحبیب۔“ روضۂ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل گیا، فرشتوں نے کھول دیا اور اس آواز کو موجود تمام حاضرین نے سنا۔ (بحوالہ تفسیر کبیر، ج:۵، ص:۴۷۸)

۳۶۰ صفات اور صدیق اکبرؓ:

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان میں تین سو ساٹھ ایسی صفات ہیں کہ جس خوش قسمت میں ایک بھی صفت پائی گئی وہ جنتی ہوگا۔ اوکما قال علیہ السلام! حضرت سیّدنا صدیق اکبرؓ نے پوچھا: کیا کوئی ایک نشانی مجھ میں بھی ہے؟ یا

رسول اللہ! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدیق! آپ میں مکمل ۳۶۰ صفات موجود ہیں۔ او کمال قال علیہ السلام!

وادخلی جنتی:

ایک صحابی نے قرآن پاک کی یہ آیت حضور علیہ السلام کے سامنے تلاوت فرمائی:'' وادخلی جنتی ''(الفجر:۳۰) حضرت صدیق اکبرؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: وہ شخص کتنا خوش نصیب ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو ہی تو ہے۔ او کمال قال علیہ السلام۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کا اصرار جنازہ ابوبکرؓ پڑھائیں:

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ رضی اللہ عنہا کی وفات منگل کی رات ۳؍رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو ہوئی۔ امام مالکؒ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں: حضرت فاطمہؓ مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہوئیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ تشریف لائے۔ جب ان کی میت نماز جنازہ کے لئے رکھی گئی تو حضرت علیؓ نے کہا: آئیے ابوبکر، آپ نماز جنازہ پڑھایئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:'' وانت شاھد ابا الحسن '' ابوالحسن میں آپ کی موجودگی میں کیسے پڑھاؤں؟ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اصرار کیا۔ جی ہاں! آپ ہی نماز جنازہ پڑھائیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے سوا اور کوئی نہیں پڑھائے گا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر سیدہ فاطمہؓ کو رات ہی کو دفن کیا گیا۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ۱؍۱۸۲ بحوالہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، ج:۱، ص:۳۴۶ اور کنز العمال میں بھی ہے کہ جنازہ صدیق اکبرؓ نے پڑھایا)۔

ایک روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہؓ کا جنازہ پڑھایا تو چار تکبیرات کے ساتھ نماز ادا کی۔ (الطبقات لابن سعد: ۲۹/۷)

حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اہل بیت کے ساتھ نہایت محبت و احترام کا رشتہ استوار رکھا، جو طرفین کے شایانِ شان تھا۔ الفت و محبت کا اظہار دونوں طرف سے ہوتا رہتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا اور حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد ان کے بیٹے محمد کی پرورش اپنے ذمہ لے لی، پھر اپنی خلافت میں انہیں امیر بھی بنایا تھا، حتیٰ کہ ان کی وجہ سے حضرت علیؓ کو لوگوں کی تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ (المرتضیٰ لابی الحسن ندوی، ص:۹۸، بحوالہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، ج:۱، ص:۴۲۷) ☆☆

نبیِ افرنگ کی داستانِ حیات

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

نام اور تاریخ پیدائش:

انگریزی نبی کا پہلا نام ’’دسوندی‘‘ تھا۔ (تکذیب براہین احمدیہ، ص:۱۳۷) پتہ نہیں دسوندی سے کب ’’غلام احمد‘‘ بن گئے۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ: میری پیدائش موضع قادیان ضلع گورداسپور میں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور ایک دوسری تحریر میں جو اپنے والد کی وفات کے سلسلہ میں لکھی ہے کہتے ہیں کہ: جب میرے والد نے دنیا کو چھوڑا تو اس وقت میری عمر ۳۴ تا ۳۵ سال کی تھی۔ (کتاب البریہ، ص:۱۵۹) ان کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کا انتقال ۱۸۷۶ء میں ہوا ہے۔ (مسیح موعود، مولفہ مرزا محمود احمد، ص:۳۰) اس اعتبار سے سن پیدائش ۴۲-۱۸۴۱ء ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا خاندان:

مرزا قادیانی کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس کا پتہ لگانا ان کی تحریروں سے نہایت دشوار ہے، کیونکہ وہ ۱۸۹۸ء تک اپنے آپ کو مرزا لکھتے رہے ہیں، چنانچہ کتاب البریہ جو ان کی ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے اس کے صفحہ ۱۳۴ پر اپنی قومیت برلاس (مغل) لکھی ہے، لیکن اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ’’میرے الہامات کی رُو سے ہمارے آباء اولین فارسی تھے پھر ۱۹۰۱ء میں اس نسبی تعلق سے دست بردار ہوکر اپنے رسالہ ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کے صفحہ ۱۶ پر رقم طراز ہیں کہ ’’اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی۔‘‘ اس کے ایک سال بعد ایک پلٹا اور کھایا اور اپنی تصنیف تحفۂ گولڑویہ کے صفحہ ۴۰ پر یہ تحقیق سپرد قلم کی: ’’میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب آتے تھے‘‘ ان انکشافات سے ان کی ذات چار قوموں کا معجون مرکب معلوم ہوتی ہے یعنی وہ بیک وقت مغل، یہودی، سیّد اور چینی سب تھے۔ ’’خامہ انگشت بدنداں ہے‘ اسے کیا لکھے:

مرزا کے والد غلام مرتضیٰ بیگ کی عملی حالت:

آنجہانی انگریزی نبی کے منجھلے لڑکے میاں بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں کہ: ہمارے دادا مرزا غلام مرتضیٰ بے نمازی تھے، یہاں تک کہ ۷۵ سال کی عمر میں پہنچ کر بھی نماز نہیں پڑھی۔

(سیرت احمدی، ج:۱، ص:۳۱۳)

مرزا کے ایام طفلی:

اللہ تعالیٰ کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے بچپن کے برعکس مرزا قادیانی کے ایام طفلی دیگر بازاری بچوں ہی کی طرح نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ان کی سوانح حیات سیرت المہدی میں درج ہے کہ ایک مرتبہ مرزا کے ہم عمر لڑکوں نے ان سے کہا: گھر سے شکر لاؤ، گھر گئے تو وہاں پسا ہوا نمک رکھا تھا، اسے شکر سمجھ کر چپکے سے جیب میں بھر لیا اور لڑکوں کے سامنے پہنچ کر پھانکنا شروع کردیا۔ (سیرت احمدی، ج:۱، ص:۲۲۶)

انگریزی نبی صاحب کو بچپن میں چڑیوں کے پکڑنے کی بھی عادت تھی۔ (سیرت احمدی، ج:۱، ص:۲۳۲)

تعلیمی لیاقت:

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم و معارف تمام تر موہبت ربانی پر موقوف ہوتے ہیں، اپنے جیسے انسان سے تعلیم و تعلم اور اخذ فیض سے ان کی زندگی بالکل پاک ہوتی ہے۔ اس لئے انگریزی نبی کو بھی یہ فکر ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو امی ثابت کریں، لیکن ان کا اسکولوں میں پڑھنا ایک ایسی حقیقت ہے جس کو خود مرزا جی بھی اپنے دجل وفریب سے چھپا نہ سکے۔ حضرات انبیاء و رسل کی اس صفت خاص میں ہمسری و برابری کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ’’امام الزماں کے لئے لازم ہے کہ وہ دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو، بلکہ اس کا استاذ خدا ہو۔‘‘ (اربعین، ص:۱۱)

ایک دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں: ’’آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کہ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن و حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ (ایام الصلح، ص:۱۴۷)

نبی بننے کی خواہش میں ان جھوٹے دعووں کے بعد ’’دروغ گورا حافظہ نباشد‘‘ کی بہترین مثال ملاحظہ کیجئے کہ بقلم خود آنجہانی مرزا کیا لکھ رہے ہیں:

’’بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن

شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں، اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس سال کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا.... میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اس کے بعد جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو

ہوا کرتے تھے اور نہایت فخر سے کہا کرتے تھے کہ:

"انگریزی نہیں جانتا، اس کوچہ سے بالکل ناواقف ہوں، ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں۔ مگر خرق عادت کے طور پر اس زبان میں بھی مجھے الہام ہوتے ہیں۔"

(کتاب البریہ،ص:۱۴۸تا۱۵۰)

لیکن آنجہانی کا یہ دعویٰ بھی دروغ مصلحت آمیز پر مبنی تھا، کیونکہ انہوں نے سیالکوٹ میں دوران ملازمت انگریزی کی دو ایک کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی

صاحب نے دوران ملازمت اپنا دامن رشوت ستانی سے ملوث ہونے نہیں دیا، لیکن مرزا کے اکثر واقف کار اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے بزمانہ ملازمت دل کھول کر رشوتیں لیں۔ چنانچہ مرزا احمد علی شیعی اپنی کتاب دلیل العرفان میں لکھتے ہیں کہ منشی غلام احمد امرتسری نے اپنے رسالہ "نکاح آسمانی کے راز ہائے پنہانی میں لکھا تھا کہ مرزا نے زمانہ محرری میں خوب رشوتیں لیں۔ یہ رسالہ مرزا کی وفات سے آٹھ سال

(حقیقۃ المہدی، ص:۲۶۰ تا ۲۶۲) اسی طرح کے ایک خواب کا ''تذکرہ، تریاق القلوب'' کے صفحہ ۳۶ پر بھی کیا ہے۔

اپنے شرکاء کی اراضی پر غاصبانہ قبضہ:

آنجہانی مرزا کے تحریری بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد غلام مرتضٰی اور ان کے بھتیجوں و دیگر اقرباء کی کچھ زمین سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں ضبط کرلی تھی، جسے انگریزی عہد سلطنت میں بذریعہ عدالت انہوں نے دوبارہ واگزار کرایا، بعد میں اس زمین پر آنجہانی مرزا اور ان کے بھائی غلام قادر بلاشرکت غیرے قابض ومتصرف ہوگئے اور دیگر حقدار رشتہ داروں کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ بالآخر ان حقداروں نے مرزا اعظم بیگ لاہوری پنشنر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے تعاون سے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا اور مرزا جی کے علی الرغم بذریعہ عدالت اپنا حصہ حاصل کرلیا۔ غم نصیب حقداروں کی اس اعانت پر مرزا اعظم بیگ کی شکایت کرتے ہوئے آنجہانی لکھتے ہیں: ''میرے والد کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ لاہوری نے شرکائے ملکیت قادیان کی طرف سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کردیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ ان شرکاء کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں، کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہوچکی تھی اور میرے والد نے تن تنہا مقدمات دائر کرکے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کی بازیافت کے لئے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب خرچ وخسارہ اٹھایا تھا وہ شرکاء ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے۔'' (مکتوبات احمدیہ، ج:۴، ص:۳۲)

تلاش شہرت اور مناظرانہ سرگرمیاں:

آنجہانی مرزا جی اپنے خانگی حالات سے بہت دل برداشتہ تھے اور شب وروز اسی خیال میں غلطاں وپیچاں رہتے تھے کہ خاندانی زوال کا مداوا کس طرح کیا جائے، مختاری کے ایوان میں باریابی کی توقع اٹھ چکی تھی، فوج یا پولیس کی ملازمت سے قلت تنخواہ کی بنا پر کوئی دلچسپی نہیں تھی، تجارتی کاروبار سے سرمایہ کی کمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے قاصر تھے، اس لئے اب لے دے کر صرف یہی ایک صورت باقی رہ گئی تھی کہ خادم اسلام کی حیثیت سے زندگی کے میدان میں نمودار ہوں اور اس راہ سے شہرت و دولت حاصل کریں، چنانچہ اپنے مکتب کے ساتھی اور قدیم رفیق مولوی محمد حسین بٹالوی کے مشورہ سے قادیان کے بجائے لاہور کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور آریوں و پادریوں سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ شروع کردیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی، منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ، بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ، حافظ محمد یوسف ضلعدار وغیرہ اس کام میں ان کے معاون بنے اور ہر مجلس، محفل میں یہ حضرات مرزا جی کی قابلیت اور بزرگی کا چرچا کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ ہی کے اندر مرزا جی مناظر اسلام کی حیثیت سے مشہور ہوگئے، چونکہ ابھی تک انہوں نے مہدویت ومسیحیت وغیرہ کا دعویٰ نہیں کیا تھا، اس لئے ہر مسلمان ان کو عزت وعقیدت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اور علماء دین بھی ان کے ساتھ تعاون واشتراک کو دینی خدمت سمجھتے رہے۔ شہرت کے اس مقام بلند پر پہنچنے کے بعد لاہور کے قیام کو ضروری سمجھ کر مرزا جی وطن مالوف قادیان واپس آگئے اور یہیں سے مناظرانہ اشتہار بازیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

مرزا جی ایک عارف کامل کے روپ میں:

مذہبی مناظروں کی بدولت مرزا جی کو جو شہرت حاصل ہوگئی تھی وہ ہر قسم کے دام تزویر کے کامیاب بنانے کی ضامن تھی، چنانچہ اس شہرت سے نفع حاصل کرنے اور اس کے ذریعہ مستقبل کو سنوارنے کی غرض سے مرزا جی نے باخدا صوفی کا سوانگ رچایا اور دنیوی کاروبار سے بظاہر منقطع ہوکر خلوت نشین ہوگئے، وظائف وعملیات کی کتابوں کا مطالعہ کرکے بغیر کسی مرشد وشیخ کی رہنمائی کے عملیات و وظائف شروع کردیئے۔ علاوہ ازیں راتوں کو قادیان سے باہر جاکر خندق میں جا بیٹھتے اور جادو کے عمل پڑھا کرتے، ساتھ ہی اس زمانہ میں خوابوں کے ذریعہ بھی مستقبل کے حالات معلوم کرنے کی ناکام کوشش کرتے اور اس سلسلے میں شب وروز مطبوعہ تعبیر ناموں کی ورق گردانی میں مصروف رہتے۔ اس زمانہ میں ان کا معمول یہ بھی تھا کہ اپنے خواب دوسروں کو سنایا کرتے اور دوسروں کے خوابوں کی تعبیر خواب ناموں کی ورق گردانی کی مدد سے بتانے کی کوشش کیا کرتے تھے، مرزا زادے میاں بشیر احمد کا بیان ہے جب کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تو گھر کی عورتوں، بچوں اور خادماؤں تک سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو اسے بڑے غور سے سنتے تھے۔

(سیرت المہدی، ج:۳، ص:۶۳)

نبی افرنگ مراق کے شکار تھے:

مراق یعنی مالیخولیا، دیوانگی کی ایک قسم ہے، مرزا جی کے خلیفہ اعظم حکیم نورالدین لکھتے ہیں: مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔ (بیاض نورالدین، ج:۱، ص:۱۱) طب کی مشہور کتاب شرح اسباب میں ہے: ''نوع من المالیخولیا یسمّٰی المراق'' (شرح اسباب، ج:۱، ص:۷۴) مالیخولیا کی ایک قسم مراق ہے۔ اس مرض کا مریض اگر کچھ پڑھا لکھا ہوتا ہے تو خدائی، نبوت، غیب دانی وغیرہ کا دعویٰ کرنے لگتا ہے: ''اگر مریض دانش مند بودہ باشد دعوائے پیغمبری وکرامت کند وسخن از خدائی گوید وخلق را دعوت کند'' (اکسیر اعظم، ج:۱، ص:۱۸۸) اگر مراق کا مریض ذی علم ہو تو پیغمبری

اور کرامت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی رسالت کی دعوت دیتا ہے۔ یہ ایسا مرض ہے جس سے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قطعی طور پر محفوظ رکھا گیا ہے، لیکن نبی افرنگ بقول خود دیگر بہت سے امراض کے ساتھ اس دماغی مرض کے بھی شکار تھے، چنانچہ لکھتے ہیں: ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی، سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔“ (رسالہ تشحیذ الاذہان، جون ۱۹۰۶ء، ص:۶) اسی طرح ایک مرزائی لکھتا ہے کہ مراق کا مرض حضرت (مرزا) صاحب میں موروثی نہیں تھا، بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء، ص:۱۰)

مرزا جی کی دوسری بیماریاں:

مراق کے علاوہ اور مختلف امراض میں بھی آنجہانی مبتلا تھے۔ یہاں بعض امراض کا ذکر خود انہیں کے الفاظ میں کیا جارہا ہے، لکھتے ہیں: ”میں دائم المرض ہوں، ہمیشہ دردسر، کمی خواب، تشنج، دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔“ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳/۴، ص:۴) اور لکھتے ہیں: مرض ذیابیطس مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳/۴، ص:۴) ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں: ”کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا، مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔“ (مکتوبات احمدیہ، ج:۵، ص:۸۸) مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ (کتاب منظور الٰہی، ص:۳۴۹) ایک مرتبہ قولنج سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔ (حقیقۃ الوحی، ص:۲۳۴) اپنے مرید خاص و خلیفۂ اعظم حکیم نور الدین کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

”جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔“

ایک اور خط میں لکھا ہے کہ:

”ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی جاتا رہتا تھا۔ (مکتوبات احمدیہ، ج:۵، ص:۸۸)

(نعوظ بالضم برخاستن قضیب یعنی استادگی ذکر) انگریزی نبی آنجہانی مرزا جی کا ان موذی اور رسوا کن امراض میں مبتلا ہونا حیرت انگیز نہیں ہے، بلکہ اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا تو حیرت کی بات ضرور ہوتی۔

افیون اور شراب کا استعمال:

مرزا جی کہا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے، چنانچہ انہوں نے ایک دوا ”تریاق الٰہی“ کے نام سے تیار کی تھی، جس کا بڑا جزو افیون تھا۔ اس دوا کو افیون کے مزید اضافہ کے ساتھ اپنے خلیفہ اول کو چھ ماہ سے زائد مدت تک کھلاتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً استعمال کرتے تھے۔ (اخبار الفضل قادیان، ۱۹ر جولائی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب، ص:۵۹ مطبوعہ بار سوم)

ٹانک وائن کا استعمال:

مرزا جی اپنے چہیتے مرید حکیم محمد حسین کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

”محبی اخویم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خریدیں، مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام“

(خطوط امام بنام غلام، ص:۵، بحوالہ سابق، ص:۶۰)

سودائے مرزا کے حاشیہ پر حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر لکھتے ہیں:

”ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی، ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں: ”حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا: ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے بند بوتلوں میں آتی ہے، اس کی قیمت ساڑھے پانچ روپے ہے۔

۲۱ر ستمبر ۱۹۳۲ء“

(سودائے مرزا، ص:۳۹ حاشیہ)

مرزا جی بحیثیت صاحب کشف:

مرض مراق کے دماغ پر مسلط ہوجانے کے بعد مرزا جی کے دل و دماغ کے سوتے سے الہامات کا سیل رواں پھوٹ پڑا اور اعلانات و اشتہارات کے ذریعہ اس کا خوب ڈھنڈورا پیٹا گیا، جس کا اثر یہ نکلا کہ دور دور سے لوگ قادیان آنے لگے۔ مرزا جی تقدس کا روپ دھارے اپنے بیت الفکر نامی کمرے میں لیٹے رہتے اور الہامات کی بارش ہوتی رہتی تھی اور جب الہام کی غنودگی دور ہوتی تو فوراً اسے نوٹ بک میں درج کرلیا جاتا تھا۔ (سیرت المہدی، ج:۱، ص:۱۵):

یک ہندو لڑکا بحیثیت کاتب وحی:

چونکہ ساون کی جھڑی کی طرح الہامات کا ایک غیر منقطع سلسلہ جاری تھا، اس لئے ضرورت تھی

کہ انہیں ضبط تحریر میں لانے کے لئے ایک مستقل کاتب رکھا جائے، چنانچہ اس مقدس کام کی انجام دہی کے لئے ایک ہندو لڑکے کا انتخاب عمل میں آیا۔ خود مرزا جی لکھتے ہیں: ''ان دونوں ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا، بطور روزنامہ نویس نوکر رکھا گیا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔ (البشریٰ، ج:۱،ص:۱۰) یہ ہندو لڑکا جب اول اول نوکر رکھا گیا تھا تو اس کی عمر کل بارہ سال کی تھی اور مرزا جی کی چچازاد بھائی مرزا امام الدین کے بقول اس درجہ بے سمجھ اور سادہ لوح تھا کہ سو تک بمشکل شمار کر سکتا تھا۔ (تکذیب براہین، ص:۳۲۸)

''جیسی وحی ویسا کاتب حق بحقدار رسید''

زر اندوزی کی ایک اور تجویز:

مرزا جی نے معاشی زبوں کو دور کرنے کی غرض سے مذہبی مناظرہ اور بزرگی کا جو سوانگ رچایا تھا، اس میں انہیں بڑی حد تک کامیابی مل گئی تھی اور دجل و فریب کے یہ تیر شہرت و قبولیت کے نشانہ پر ٹھیک بیٹھ گئے تھے، جس کی وجہ سے عوام و خواص کا ایک اچھا خاصا طبقہ ان کی جانب متوجہ ہو گیا، اس لئے انہوں نے روپیہ بٹورنے کی ایک اور تجویز سوچی اور ''براہین احمدیہ'' کے نام سے پانچ جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب کی طباعت کا اعلان کیا اور لوگوں سے پیشگی قیمت اور امداد و اعانت حاصل کرنے کی غرض سے اشتہارات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس سلسلے کا پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء میں بعنوان ''اشتہار بغرض استعانت از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ الابرار تھا'' اس میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ: ''ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں، لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی، ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا، یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپے مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں، جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔ (تبلیغ رسالہ، ج:۱،ص:۸/ب) کچھ دنوں کے بعد ایک اور اشتہار بعنوان ''اشتہار کتاب براہین احمدیہ بجہت اطلاع جمیع عاشقان صدق و انتظام سرمایہ طبع کتاب'' شائع کیا اس کا مضمون بھی پہلے اشتہار کے قریب قریب تھا۔

ان اشتہارات کے ملک میں پھیلتے ہی حسب توقع روپیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن اس بارش زر نے استسقیٰ کے مریض کی طرح ان کی طلب مال کی تشنگی کو مزید بڑھا دیا، اس لئے مرزا جی نے ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء کو.... اس کی قیمت میں پانچ روپے کا اور اضافہ کر کے دس روپے کر دی اور اسی کے ساتھ اس وعدہ کا بھی اعلان کیا کہ جنوری ۱۸۸۰ء میں کتاب طبع ہو کر شائع ہو جائے گی۔ (تبلیغ رسالت، ج:۱،ص:۸/ھ) چونکہ مرزا جی کے بے پناہ پروپیگنڈے نے لوگوں کو کتاب مذکور کا مشتاق بنا دیا تھا، اس لئے بڑی کثیر تعداد میں کتاب کے آرڈر آئے، اس مقبولیت کو دیکھ کر دو حصوں کے طبع ہو جانے کے بعد اس کی قیمت میں مزید اضافہ کر دیا اور فارغ البال لوگوں سے دس روپے کے بجائے پچیس روپے لے کر سو روپے تک وصول کرنے لگے۔ (تبلیغ رسالت، ج:۱،ص:۲۳)

بدمعاملگی اور سخن تراشی:

آنجہانی نے ابتدا میں پانچ حصوں پر مشتمل کتاب شائع کرنے کا اعلان کیا تھا اور پانچوں حصوں کی پیشگی قیمت لوگوں سے وصول کر لی تھی لیکن چار حصے شائع کرنے کے بعد اس سلسلہ کو بند کر دیا جس کی بنا پر خریداروں کو شکایت ہوئی۔ اب اس بدمعاملگی پر پردہ ڈالنے کی غرض سے سخن تراشی اور الہام بازی شروع کر دی، چنانچہ براہین احمدیہ جلد چہارم کے آخری صفحہ پر ''ہم اور ہماری کتاب'' کے عنوان سے لکھتے ہیں: ''ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی، اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً اور باطناً حضرت رب العٰلمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔''

(تبلیغ رسالت، ج:۱،ص:۴۷)

اس تولیت و اہتمام خداوندی کے ڈھونگ کا واحد مطلب یہ تھا کہ اب میں باقی ماندہ کتاب کی طبع و اشاعت کا ذمہ نہیں لے سکتا، اب یہ کام خدا ہی کے سپرد ہے، وہ چاہے تو طبع کرائے یا نہ طبع کرائے، میری کوئی ذمہ داری نہیں۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے:

مرزا صاحب لوگوں کی پیشگی رقمیں شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کو شکایتیں ہوئیں اور مرزا جی کی بدمعاملگی کا چرچا برسر عام ہونے لگا تو انہیں فکر لاحق ہوئی کہ شکوہ و شکایتوں کا یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو ایک عرصہ کے جتن کے بعد تقدس کا جو سکہ جمایا گیا تھا کہیں عقیدت مندوں کے دلوں سے زائل نہ ہو جائے۔ اس لئے یکم مئی ۱۸۹۳ء کو

(باقی صفحہ:19 پر)

نیک صحبت کے فوائد

مولانا دبیر احمد قاسمی

اللہ تبارک وتعالی نے انسان کو ایک معاشرتی اور سماجی مخلوق بنایا ہے، وہ سماج اور معاشرہ سے کٹ کر زندگی نہیں گزار سکتا۔

احتیاج ومجبوری اس کی فطرت کا خاصہ ہے؛ اس لئے وہ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے ابنائے جنس کی ضرورت محسوس کرتا ہے، اس لئے ایک صالح انسانی معاشرے کی تشکیل کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ انسانوں کے باہمی تعلقات استوار اور مستحکم ہوں۔

اسلامی تعلیمات کا اگر ہم جائزہ لیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسلام نے جس طرح انسانی رشتوں اور سماجی رابطوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اسلام نے انسانوں کے باہمی تعلقات اور سماجی رشتوں کی اہمیت پر اس قدر زور دیا ہے کہ اسلام کا پورا فلسفۂ اخلاق اسی ایک محور کے گرد گھومتا نظر آتا ہے، چنانچہ اگر آپ اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر ایک نظر ڈالیں جس کی روح انسانوں کے ساتھ محبت وخیر خواہی، عدل ومساوات اور انسانیت کا احترام ہے تو بخوبی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ان تعلیمات کا مقصد ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل ہے جس میں انسانوں کے درمیان کامل ربط واتحاد اور موافقت وہم آہنگی پائی جائے۔ اخلاق حسنہ پر اگر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو آسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ اس کا مقصد انسانی رشتوں کا استحکام اور تحفظ ہے۔ اخلاقِ ذمیمہ مثلاً حسد، کینہ، تکبر، غیبت وچغل خوری، قطع رحمی اور بدگمانی وغیرہ سے بھی اس لئے سختی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے کہ یہ چیزیں باہمی تعلقات اور آپسی رشتوں پر منفی اثر ڈالتی ہیں اور معاشرے میں فساد اور بگاڑ کا باعث ہوتی ہیں۔

معاشرتی اور سماجی رشتوں کی اہمیت کے پیش نظر ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: المومن الذی یُخالِطُ الناسَ ویصبِرُ علی أذاھم خیر مِنَ المؤمنِ الذی لایُخالِطُ الناسَ ولایصبِرُ علی أذاھم ''وہ مومن جو لوگوں کے

> ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے
> پھر اس کے والدین اس کو یہودی،
> نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ اس کی
> مثال ایسی ہے جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم
> پیدا ہوتا ہے، کیا تم دیکھتے ہو کہ ان میں
> کوئی ایسا بچہ بھی پیدا ہوتا ہے
> جس کے اعضاء ناتمام ہوں

ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرے اور ان کی طرف سے پیش آنے والی تکالیف پر صبر کرے وہ اس مومن سے بہتر ہے جو خلوت نشینی اور دنیا سے بے تعلقی کی زندگی گزارے اور لوگوں کی تکالیف پر صبر نہ کرے۔'' (رقم الحدیث ۳۸۳، الادب المفرد للبخاری ۳۰۴۰، ابن ماجہ ۴۸۷۵، مسند احمد)

حضرت علیؓ کے اقوال حکمت میں ہمیں یہ قول بھی نظر آتا ہے: ''أعجزُ الناسِ مَن أعْجزَ عن اکتسابِ الأخوانِ وَأعجزُ منه مَن ضَيَّعَ مَن ظَفِرَ به منهم'' ''نہایت کمزور اور عاجز ہے وہ شخص جو کسی کو اپنا دوست نہ بناسکے اور اس سے بھی زیادہ عاجز وہ شخص ہے جو پرانے دوستوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

انسانی طبیعت پر ماحول کا اثر:

انسانی تعلقات اور سماجی رشتوں کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے گرد وپیش اور ماحول سے جس قدر متاثر ہوتا ہے۔ اتنا زیادہ وہ کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتا۔ گرد وپیش کی فضا اور ماحول کا اثر صرف انسان پر نہیں پڑتا، بلکہ بعض اوقات عام حیوانات بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں، علمُ العمران کے ماہر علامہ ابن خلدون کے بہ قول وہ جانور جو صحرا میں رہتے ہیں ان کی کھال میں خشونت وسختی نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہے، ان کے بالمقابل انسانی آبادی میں رہنے والے جانوروں کی کھالیں نرم ہوتی ہیں، ان میں توحش و درندگی بھی ویسی نہیں پائی جاتی جیسی صحرائی جانوروں میں ہوتی ہے۔

گرد وپیش کا ماحول جیسا ہوتا ہے انسان کی طبیعت پر عموماً ویسے ہی اثرات مرتب ہوتے ہیں، چنانچہ معاشرے میں اگر صلاح وخیر کا عنصر غالب ہو تو انسان میں صلاح وتقوی کے آثار نمایاں ہوں گے اور اگر معاشرہ اخلاقی اور عملی بگاڑ کا شکار ہو تو وہ فسق وفجور اور گناہ ومعصیت کا خوگر ہوگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اسی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے: ''کلُّ مولودٍ یُولَدُ علی الفطرۃ، فأبَوَاہُ یُهَوِّدانِہ أوْیُنَصِّرَانِہ أوْیُمَجِّسَانِہ کما فی البهیمة تُنْتَجُ البهیمةَ هل تَرَی فیها جدعاءَ'' (رقم الحدیث ۱۳۳۰ صحیح البخاری ۴۸۰۹)

ترجمہ: ’’ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کیا تم دیکھتے ہو کہ ان میں کوئی ایسا بچہ بھی پیدا ہوتا ہے جس کے اعضاء ناتمام ہوں۔‘‘

ظاہر کا اثر باطن پر:

انسان اپنے ماحول اور گردوپیش کے حالات سے کس درجہ متاثر ہوتا ہے اس کو ایک اور مثال سے یوں سمجھئے کہ بعض اوقات انسان کے ظاہری اعمال کا اثر اس کے باطن پر بہت گہرا ہوتا ہے: چنانچہ اگر اس کا ظاہر پاک اور صاف ستھرا ہو تو کوئی عجب نہیں ہے کہ اس کی ظاہری نظافت وپاکیزگی اس کے باطن کے غبار کو بھی دھودے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نظافت وپاکیزگی کو ایمان کا نصف قرار دیا ہے۔

دوسری قوموں سے تشبہ اختیار کرنے سے سختی سے روکا گیا اور ان کے رسم ورواج، تمدن اور کلچر کے بجائے اسلامی تمدن اور اسلامی تہذیب کو ایک مسلمان کی زندگی کا دستور العمل قرار دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُم۔‘‘ (ابوداؤد)

بعض اعمال ظاہری جذبہ اور ظاہری کیفیت کے ساتھ انجام دیئے جاتے ہیں: لیکن اجر وثواب کے اعتبار سے ان کا درجہ خدا تعالیٰ کے یہاں ان اعمال کا سا ہوتا ہے جو اخلاص سے کیے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ’’فَاِن لَم تَبکُو فَتَبَاکُوا‘‘ اگر دعا میں رونا نہ آئے تو رونے کی سی صورت اختیار کرلو۔

غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام پر نماز کے لئے پڑاؤ ڈالا، حضرت بلالؓ نے اذان کہی تو مشرکین کے کچھ بچے جو وہاں کھیل کود میں مصروف تھے، اذان کا مذاق اڑانے لگے، ان بچوں میں حضرت ابومحذورہؓ بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے قریب بلایا اور دوبارہ اذان کے کلمات کہلوائے، ابومحذورہؓ کی عمر اس وقت سولہ برس تھی، ان کلمات کا مفہوم وہ خوب سمجھتے تھے، یہ ان کے مشرکانہ عقیدے سے متصادم تھا، اس لئے انہوں نے جھجکتے ہوئے شہادت کے الفاظ کہے، مگر اسے ان الفاظ کی تاثیر کہئے یا اعجازِ مسیحائی کہ اس کا اثر ان کی روح میں اترتا چلا گیا۔

ماحول کی اثر انگیزی حکومت کے قوانین سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے، چنانچہ حدود وتعزیرات کے ذریعے اس طرح جرائم پر قابو نہیں پایا جاسکتا جس طرح اچھی تربیت انسان کو جرائم سے باز رکھ سکتی ہے۔ تعزیرات اور سزائیں گناہوں کا خوف تو دل میں پیدا کرسکتی ہیں، لیکن گناہوں کی نفرت دل میں نہیں بٹھاسکتیں، اس لئے اسلام نے معاشرہ کی اصلاح پر بہت زور دیا ہے، جب تک ایک اچھا ماحول پیدا نہ ہوجائے کوئی صالح معاشرتی انقلاب رونما نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے والدین کو حکم فرمایا کہ: ’’مُرُوا اولادکم بالصلاۃ وَھُم ابناء سبع سِنِینَ وَاضرِبُوھُم عَلَیھَا وَھُم ابناءُ عَشرٍ‘‘ (رواہ احمد ۲/۱۸۰ وابوداؤد ۱/۱۳۳)

ترجمہ: اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور ترکِ نماز پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوجائیں۔

تاکہ ابتدا سے انہیں اچھا اور بہتر ماحول ملے اور آگے چل کر ان کی شخصیت کی تعمیر صحیح خطوط پر ہوسکے۔

نیک بیوی کا انتخاب:

ازدواجی زندگی کی رفاقت سب سے طویل ہوتی ہے اور اسی نسبت سے وہ انسان کے اخلاق و کردار پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے شوہروں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے لئے ایسی شریکِ حیات کا انتخاب کریں جس میں دین واخلاق کا جوہر ہو۔

’’فَاظفَر بِذَاتِ الدِّینِ تَرِبَت یَدَاکَ۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ: ’’تو دین دار بیوی کو حاصل کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔‘‘

ابن ماجہ ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے:

عورتوں سے (محض) ان کی خوبصورتی کی وجہ سے شادی مت کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو ہلاکت میں ڈال دے اور نہ ان سے ان کے مال کی وجہ سے شادی کرو، ان کے اموال ان کو سرکش بنا دیں گے، البتہ ان سے دین داری کی بنیاد پر شادی کرو اور یقیناً کان میں سوراخ والی کالی باندی جو دیندار ہو بہتر ہے۔

زندگی کے طویل اور اکتا دینے والے سفر میں بہت سے نشیب وفراز آتے ہیں، یہ صرف پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا سفر بھی ہے، اس کٹھن سفر میں جس طرح ایک نیک خاتون مرد کے شانہ بشانہ چل سکتی ہے کسی بے دین اور مغرب زدہ عورت سے ہرگز اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

علامہ سندھیؒ نے ابن ماجہ کی اس حدیث پر جو حاشیہ قلم بند کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی مثال قرآن کی یہ آیت ہے: اور بے شک مسلمان لونڈی (آزاد) مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلی ہی لگے۔‘‘

نیک عورت نہ صرف یہ کہ شوہر کے حقوق ٹھیک طور پر ادا کرے گی: بلکہ اس کے بچوں کی اصلاح اور تربیت کا فرض بھی بخوبی انجام دے گی، اس کی وجہ سے گھر میں خوش گوار اور دینی ماحول پیدا ہوگا۔

مردوں کی طرح عورتوں کے اولیاء کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ ان کے لئے ان مردوں کا انتخاب کریں جن کا دین اور اخلاق پسندیدہ ہو۔

جب تمہیں ایسے لوگ پیغام نکاح دیں جن کا دین اور اخلاق عمدہ ہو تو ایسے لوگوں سے اپنی عورتوں کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد ہوگا۔ (ترمذی:۱۰۷۴)

نیک صحبت کی اہمیت:

قرآن و سنت میں بار بار تاکید کے ساتھ صالحین کی صحبت اختیار کرنے، مجالس خیر میں بیٹھنے اور بری صحبت سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

"یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین۔" (التوبہ:۱۱۹)... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو...

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ" (ابوداؤد)... تم مومن کے علاوہ کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور تمہارا کھانا صرف متقی لوگ کھائیں...

یہ ہے اسلام کا تصور محبت و دوستی، دوستوں کے عقائد و اعمال اور افکار و نظریات انسان پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں؛ اس لئے دوست کے انتخاب سے پہلے بہت غور و فکر کی ضرورت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ مَنْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ" (مسند احمد، ترمذی)... انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے؛ اس لئے تم میں سے ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے...

جس طرح اہل صدق و اہل تقویٰ کی صحبت انسان کی زندگی پر مثبت اثر ڈالتی ہے، اسی طرح برے لوگوں کی صحبت و ہم نشینی کے منفی اثرات بھی زندگی پر پڑتے ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دل نشیں مثال کے ذریعہ اس کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ برے ہم نشیں اور اچھے ساتھی کی مثال عطار اور لوہار کی سی ہے۔ اچھا ساتھی عطر فروش کی طرح ہے کہ یا تو وہ تمہیں عطر تحفۃً دے گا یا تم اس سے عطر خرید کرو گے یا کم از کم تم اس کے پاس اس کی پاکیزہ خوشبو سے لطف اندوز ہو گے۔ برا ساتھی بھٹی میں دھونکنے والے کی طرح ہے، جو یا تو تمہارے بدن اور کپڑے کو جلا دے گا یا تم اس کی بدبو پاؤ گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "لَا تُجَالِسْ اَھْلَ الْاَھْوَاءِ فَاِنَّ مُجَالَسَتَھُمْ مُمْرِضَۃٌ لِلْقَلْبِ" بروں کی صحبت میں نہ بیٹھو! اس لئے کہ ان کی صحبت دل اور روح کو بیمار کر دیتی ہے۔

بروں کی صحبت دین و ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور انسان کو راہ حق سے منحرف کر دیتی ہے، بروں کو دوست رکھنے والا قیامت میں پشیمان اور شرمندہ ہوگا، وہ کہے گا کہ اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے مجھے حق حاصل ہونے کے بعد راہ حق سے پھیر دیا۔

"وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًاo یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًاo لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَنِیْ" (الفرقان:۲۷-۲۹)

ترجمہ: "اور جس دن ناعاقبت اندیش ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا۔ اے کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے مجھ کو کتاب نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا۔"

صحبتِ صالح کے ثمرات:

اس کے برخلاف نیکوں کی صحبت بگڑے ہوؤں کو سنوار دیتی ہے، ان کی نگاہ کا فیض مس خام کو کندن بنا دیتا ہے۔ قتل و غارت گری کے خوگر اور انسانیت کے دشمن جب ان کی صحبت میں بیٹھتے ہیں تو امن کے سفیر اور حق کے پرستار بن کر نکلتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت نے حضرات صحابہ کرامؓ کو آسمانِ ہدایت کا درخشندہ ستارا بنا دیا۔ یہ آپ کی صحبت کا فیض تھا کہ ذرے آفتاب و ماہتاب بن گئے، جو گم کردہ راہ تھے وہ اوروں کے ہادی بن گئے۔

مدرسۂ نبوت کے خوشہ چینوں سے جنھوں نے اکتساب فیض کیا، انہیں تابعی ہونے کا شرف حاصل ہوا، انہوں نے نبوت سے قریب کا زمانہ پایا تھا؛ اس لئے وہ اخلاص و للّٰہیت، دیانت و تقویٰ اور انابت الی اللہ میں صحابہ کرامؓ کی ہو بہو تصویر تھے۔

حضرات تابعینؒ کی نگاہ و لطف و محبت نے تبع تابعین کو اخلاق و اخلاص کا گوہر نایاب بنا دیا۔

یہ سب کرشمے تھے اہل سعادت کی صحبت و ہم نشینی کے:

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

صحبت با اولیاء:

لیکن یہ تو ان زمانوں کا ذکر ہے جن کے خیر اور تمام زمانوں سے بہتر ہونے کی خبر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، ظاہر ہے کہ قیامت تک کے زمانوں تک ان کا امتداد نہیں ہو سکتا تھا۔

چنانچہ حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور اتباع تابعینؒ کے بعد انسانوں کی اخلاقی و عملی تربیت اور روحانی اصلاح کا کام بزرگان دین اور روحانی پیشواؤں نے انجام دیا۔ انہوں نے انسانوں کو محبت

دانسانیت اور خدا ترسی کا درس دیا، گم کردہ راہوں کو منزل سے آشنا کیا۔ وہ دلوں کے چاک کو سینے اور بکھرے انسانوں کو ایک رشتہ میں پرونے کا کام کرتے رہے۔ ان کے وجود سے یہ دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ ان کی سیرت کا اعجاز اور ان کے اخلاق کی پاکیزگی ہمیشہ غفلت شعار انسانوں کے لئے مہمیز کا کام کرتی رہی۔

ان کی صحبت وہم نشینی کے بغیر نیکیوں کی طرف دل کا رجحان و میلان نہیں ہوسکتا اور نہ گناہوں کی نفرت دل میں پیدا ہوسکتی ہے؛ اس لئے قرآنِ مجید نے اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے کہا: ''یَـا اَیُّهَـا الَّـذِیْنَ آمَنُـوا اتَّـقُوا اللّٰہَ وَکُـونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ '' ... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسے لوگوں کی معیت وصحبت اختیار کرو جو اپنے اقوال وافعال اور ایمان میں سچے ہیں...

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِینَ یَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیدُونَ وَجْهَهُ''

...اے نبی اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جمائے رکھئے جو شب وروز خدا کی طاعت وعبادت میں مصروف رہتے ہیں، جو فقط خدا کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس کی مرضی پر رضا مند رہتے ہیں...

مولانا رومؒ نے صالحین کی صحبت کے اثرات کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا
ہر کہ خواہی ہم نشینی باخدا
او نشیند صحبتے با اولیاء

اولیاء کرام کی صحبت میں گزارے ہوئے لمحات سو سالہ بے ریا عبادت سے بھی بڑھ کر ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی قربت کی تمنا اور آرزو رکھتا ہے اسے چاہئے کہ صالحین کی صحبت اختیار کرے۔

بعض عارفین کا قول ہے:

''کونوا مع اللہ فان لم تقدروا فکونوا مع من یکون مع اللہ''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی معیت اختیار کرو اگر اس کی قدرت نہ ہو تو اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو۔''

فتنوں کے دور میں:

موجودہ دور فتنوں کی طغیانی کا ہے، ذرائع ابلاغ کی وسعت، سائنس وٹیکنالوجی کی ترقیات، بے حیائیوں کے فروغ اور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ پھیلائے جانے والے فحش لٹریچر نے اخلاقی طور پر معاشرے کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کردیا ہے، ایسے وقت میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ اخلاقی اور روحانی قدروں کو فروغ دیا جائے۔ اخلاقی انحطاط کا سدباب کیا جائے، بری صحبت اور برے ماحول سے خود بھی بچا جائے اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی تلقین کی جائے۔ معاشرے کے فساد اور بگاڑ کو دور کرنے کے لئے سنجیدہ اقدامات کئے جائیں۔

اس کے بغیر نہ معاشرہ کی اصلاح کا کام شرمندۂ تکمیل ہوسکے گا اور نہ ہم ایک ایسی نسل تیار کرسکیں گے جو عہد حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کرسکے اور علمی اور عملی میدانوں میں کوئی نمایاں اور قابلِ ذکر خدمت انجام دے سکے۔☆☆

بقیہ:... نبی افرنگ کی داستان حیات

آٹھ صفحات کا ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ: ''مجھے ان مسلمانوں پر نہایت افسوس ہے کہ جو اپنے پانچ یا دس روپے کے مقابل پر ۳۶ جزوں (۵۶۲ صفحات) کی ایسی کتاب پاکر جو معارفِ اسلام سے بھری ہوئی ہے ایسے شرمناک طور پر بدگوئی اور بدزبانی پر مستعد ہوگئے کہ گویا ان کا روپیہ کسی نے چھین لیا یا اُن پر کوئی قزاق آپڑا اور گویا وہ ایسی بے رحمی سے لوٹے گئے کہ اس کے عوض میں ان کو کچھ نہیں دیا اور اُن لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا، اس عاجز کو چور قرار دیا گیا، مکار ٹھہرایا، مال مردم خور کر کے بدنام کیا، حرام خور کہہ کر نام لیا، دغاباز نام رکھا اور اپنے پانچ وہ دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام گھر ان کا لوٹا گیا.... الخ۔

(تبلیغ رسالت، ج:۳، ص:۳۴)

وعدہ خلافی:

مرزا جی نے براہین احمدیہ کی پیشگی قیمت وصول کرتے وقت یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اس کتاب میں حقانیتِ اسلام کے تین سو دلائل درج کئے جائیں گے لیکن وعدہ کے مطابق ایک دلیل بھی پوری نہیں کی، چنانچہ مرزا زادے میاں بشیر احمد لکھتے ہیں: ''تین سو دلائل جو آپ (مرزا غلام احمد) نے لکھے تھے ان میں سے صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی اور وہ بھی نامکمل طور پر۔'' (سیرت المہدی، ج:۱، ص:۹۲)

یہ ہے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نبی افرنگ کی ترپن سالہ داستان حیات کا مختصر بیان جو ان کی تصنیفات یا ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے اور دیگر مرزائی ماخذوں کو سامنے رکھ کر پیش کی گئی ہے۔ قارئین اسے پڑھ کر خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ آنجہانی جیسے کردار واخلاق کا شخص شریف انسان کہے جانے کے بھی قابل نہیں ہے، چہ جائیکہ وہ ملہم، محدث، مہدی موعود، مسیح زماں یا نبی ہو۔

سبحانک هذا بهتان عظیم

عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس اور بنیاد ہے

ہر دور میں امت مسلمہ نے اس کی حفاظت کی ہے

آزاد کشمیر اسمبلی کا عظیم الشان کارنامہ

گزشتہ سے پیوستہ

مفتی خالد محمود

اسی اثنا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اس طرح ظاہر ہوا کہ ان حالات میں جبکہ قادیانی کشمیر میں اپنے پنجے خوب گاڑ چکے تھے اور ان کے خلاف بات کرنا اپنی موت کو دعوت دینا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام، ایک ادنیٰ امتی نے آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرار داد پیش کی جو منظور ہوگئی، اس کی عاشقانہ تفصیل شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کی زبانی سنیے:

آزاد کشمیر اسمبلی کے رکن جناب (ریٹائرڈ میجر) محمد ایوب صاحب حجاز مقدس فریضۂ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ روضۂ طیبہ پر جاتے وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اچانک ان کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ میں کس منہ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مواجہ شریف پر سلام عرض کرنے کے لئے جا رہا ہوں؟ حالاں کہ ہمارے ملک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن دندنا رہے ہیں۔ یہ خیال دل میں آیا اور مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی اسمبلی سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے میں قرارداد پیش کروں گا۔

حج سے واپس آئے تو انہوں نے آزاد کشمیر اسمبلی کے ایوان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء کو قرارداد پیش کردی، جو بالاتفاق پاس ہوگئی۔ (میجر محمد ایوب نے یہ واقعہ خود مولانا اللہ وسایا صاحب کو سنایا)

اس قرارداد کا دوست دشمن سب کو علم اس وقت ہوا، جب پاس ہوکر دوسرے دن اخبارات کی شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوگئی۔ کراچی سے خیبر تک اس کا خیر مقدم ہوا۔ مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ملتان، فیصل آباد، لاہور اور کراچی وغیرہ میں خیر مقدمی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

”ملک بھر سے ٹیلی گراموں اور ٹیلی فون کا تانتا بندھ گیا۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔ ان کی پریشانی قابل دید تھی۔ مرزا ناصر نے آگ بگولہ ہوکر ربوہ کے ایک خطبہ میں اول فول بکا۔ آزاد کشمیر قادیانی جماعت کے صدر منظور نے اس پر کتابچہ لکھ مارا۔ مرزا ناصر کے پمفلٹ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا تاج محمودؒ نے جواب لکھا۔ مرزائیوں نے جس شدت کے ساتھ غصہ کا اظہار کیا، اس سے کہیں زیادہ ردعمل میں اس پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔“

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ج:۱ص:۸۶۵،۸۶۶)

اس قرارداد کے بعد قادیانیوں کے سینوں میں آگ لگ گئی، وہ پاگل و دیوانے ہوگئے، انہوں نے اس قرارداد کو ختم کروانے کی ہر ممکن کوشش کی، جہاں جہاں ممکن ہوا ان کا دروازہ کھٹکھٹایا، صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم کو دھمکیاں دیں، ان کے فون کاٹ دیے گئے، ان پر اور ان کے جلسوں پر حملے کیے گئے، ان کو استعفیٰ دینے پر مجبور کیا گیا، ایک مرتبہ خود سردار عبدالقیوم نے اس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

”مجھے دھمکی دی گئی کہ استعفیٰ نہ دینے کی صورت میں گرفتار کرلیا جائے گا۔ لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا، چوں کہ مجھے پچیس لاکھ انسانوں نے منتخب کیا ہے اور وہی مجھے الگ کرسکتے ہیں، ویسے میں صدر بھٹو کو چار مرتبہ پیشکش کرچکا ہوں کہ اگر ملک کے مفاد کے لئے ضروری ہے تو میں ان کی خواہش پر استعفیٰ دے سکتا ہوں، لیکن خان قیوم خان (اس وقت کے وزیر داخلہ) کی خواہش پر استعفیٰ نہیں دے سکتا کہ یہ میرے رائے دہندگان کی عزت، غیرت اور وقار کا سوال ہے۔“

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، جلد اول، صفحہ ۸۶۸)

ان تمام دھمکیوں، حملوں اور طرح طرح سے تنگ کرنے کے باوجود ان کے حوصلے بلند تھے، ہفت روزہ چٹان کے ایڈیٹر آغا شورش کاشمیری نے وہاں کے وزیر قانون کو مبارکباد کا خط لکھا تو ان کے جواب میں وزیر قانون نے جو جواب دیا وہ ان کے بلند حوصلوں کا بھی آئینہ دار ہے اور ان کے جذبۂ ایمانی کا اظہار بھی۔

آپ بھی اس ایمان پرور خط کو ملاحظہ فرمایئے:

”محترمی و مکرمی مدیر صاحب چٹان،

السلام علیکم!

آزاد کشمیر میں مرزائیت کی بندش اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارہ میں آپ نے جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے، اس سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقے اس حوصلہ افزائی کی جزا دے۔

پاکستان اسلام کی قدریں بحال کرنے اور ان اسلامی قدروں کو زندگی کے ہر شعبہ پر محیط کرنے کی خاطر معرض وجود میں آیا تھا۔ آزاد کشمیر کی موجودہ مسلم کانفرنس کی تشکیل کردہ عوامی حکومت نے ان اسلامی قدروں کو آزاد کشمیر کے چھوٹے سے خطہ میں بحال کرنے کی بھرپور کوشش شروع کردی ہے، اس میں اسلامی قوانین کا نفاذ اور اسلامی نظام کا اجراء شامل ہیں۔ ہم رات دن اس کوشش میں مصروف ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر اپنی ساری قوم کو ساتھ لے کر چل پڑیں۔ لیکن سرزمین پاک کے بااثر طبقہ کو ہمارے خلاف یہ شکایت ہے کہ:

”اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں“

برادر محترم اس کا علاج یا تدارک آپ ہی کر سکتے ہیں، جہاں تک ہمارا معاملہ ہے، یہ موجودہ حکومت کیا، ایسی ہزاروں حکومتیں ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس محترم پر ایک ٹھوکر سے قربان کرسکتے ہیں، ہماری طرف سے تشفی رکھیں کہ اس مقدس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم آخری سانس تک اپنا عمل جاری رکھیں گے۔

امید اور توقع ہے کہ تمام احباب کو میرا مذکورہ بالا پیغام آپ پہنچائیں گے اور علماء المسلمین کو بھی آزاد کشمیر کی موجودہ حقیری کوشش سے باخبر رکھیں گے۔ والسلام، آپ کا خیر اندیش!

خواجہ محمد اقبال بٹ،

وزیر قانون آزاد کشمیر“

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء صفحہ نمبر ۸۷)

پورے ملک بلکہ عالم اسلام نے اس کا خیر مقدم کیا، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ اس قرارداد سے چند دن پہلے جدہ میں ۲۶/اپریل ۱۹۷۳ء کو اپنے ایک اجلاس میں، جس میں پوری دنیا سے ایک سو سے زائد اسلامی تنظیموں کے مقتدر علماء کرام اور نمائندے شریک تھے قادیانیوں کے خلاف قرارداد منظور کرچکا تھا، اس رابطہ عالم اسلامی نے آزاد کشمیر اسمبلی کو ان الفاظ میں مبارکباد دی:

”عالمی اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں نے اس متفقہ قرارداد کی خبر شائع کی ہے جسے کشمیر کی قانون ساز اسمبلی نے پاس کیا ہے اور جس میں قادیانیوں کو (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) غیر مسلم قرار دیا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی اس دانشمندانہ فیصلے کی حمایت کرتا ہے جسے آزاد کشمیر کی حکومت نے سردار عبدالقیوم کی سربراہی میں صادر کیا ہے۔ رابطہ عالم اسلامی، صدر آزاد کشمیر اور قانون ساز اسمبلی کے ارکان کو اس تاریخی قرارداد پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

رابطہ، تمام اسلامی ممالک کو دعوت دیتا ہے کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور اس قسم کا مبارک قدم اٹھائیں اور اس گمراہ فرقہ کا قلع قمع کریں اور اسے یہ موقع نہ دیں کہ وہ اپنے باطل اور گمراہ کن عقائد کو مسلمانوں کے اندر پھیلا سکیں۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور وہی صحیح راستے کی راہنمائی کرنے والا ہے۔

سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ

محمد صالح قزاز“

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، صفحہ نمبر ۸۷)

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس قرارداد کے بعد اس پر آئین سازی ہوتی اور باقاعدہ ترمیم کے ذریعہ اسے آئین کا حصہ بنایا جاتا مگر قادیانیوں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے ایسا نہ ہوسکا۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی اور ایوان بالا سینٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور بل منظور کرکے اسے باقاعدہ آئین کا حصہ بنایا۔ آزاد کشمیر کا اگرچہ پاکستان سے الحاق ہے مگر اس کی اپنی اسمبلی ہے اور اس کا اپنا آئین ہے، عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب پاکستان کی قومی اسمبلی کوئی بل منظور کرتی ہے تو آزاد کشمیر کی اسمبلی بھی اسے منظور کرلیتی ہے مگر قادیانیوں سے متعلق یہ ترمیم اور بل آزاد کشمیر اسمبلی میں بوجوہ پیش نہ ہوسکا اور آزاد کشمیر اسمبلی کا حصہ نہ بن سکا۔

پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلمان کی جو تعریف کی گئی ہے، اس کے مطابق صدر اور وزیر اعظم کے لئے حلف اٹھانا ضروری ہے۔ آئینی ترمیم کے بعد صدر اور وزیر اعظم کے لئے یہ حلف بھی ضروری ہے کہ حلفیہ یہ اقرار کرے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور آپ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتا ہے اور کسی ایسے شخص پر ایمان نہیں رکھتا جس نے کسی بھی لفظاً یا مفہوم میں پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ انتہائی اہم حلف ہے، لیکن یہ آزاد کشمیر کے آئین کا حصہ نہیں بن سکا۔ اسی طرح آئین سازی نہ ہونے کی بنا پر ووٹر لسٹوں میں بھی قادیانیوں کو علیحدہ نہ کیا جاسکا۔

۱۹۸۴ء میں جب جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، جس میں قادیانیوں کے لئے اسلام اور مسلمان کا لفظ استعمال کرنے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار دینے اور دیگر شعائر اسلامی کو استعمال کرنے پر پابندی لگادی تو اکتوبر ۱۹۸۵ء کو سردار عبدالرحمٰن نے (جو اس وقت آزاد کشمیر کے صدر تھے) آزاد کشمیر کے آئین میں دفعہ ۲۹۸-سی کا اضافہ کرکے وہاں بھی قادیانیوں پر شعائر اسلام استعمال کرنے پر پابندی لگادی۔

اس طرح آزاد کشمیر کے آئین میں قادیانیوں سے متعلق کچھ دفعات تو شامل ہوئیں مگر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا معاملہ آئینی طور پر حل نہ ہو سکا۔ وہاں کے علماء اور سرکردہ افراد نے اس دوران متعدد کوششیں کیں، یہاں تک کہ ۲۹ر اپریل ۲۰۱۳ء کو باغ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ اپریل ۱۹۷۳ء کی قرارداد کے مطابق آئین سازی کر کے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انتخابات میں علماء نے موجودہ صدر راجہ فاروق حیدر سے اسی شرط پر ساتھ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ یہ مسئلہ حل کرائیں گے۔

علماء کرام نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور راجہ فاروق کے وزیر اعظم منتخب ہونے کے بعد انہیں اپنا وعدہ یاد دلایا۔ ان سے میٹنگیں کیں، مولانا محمد الیاس امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر، مفتی محمد اویس، قاضی محمود الحسن، پیر سید نذیر حسین گیلانی، مولانا زاہد اثری کے دستخطوں سے تحریری طور پر وزیر اعظم کی خدمت میں یادداشت پیش کی اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ان کا وعدہ انہیں یاد دلایا۔

بہر حال انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر اس کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جس میں علماء و وکلاء اور بعض اراکین اسمبلی کو شامل کیا گیا۔ اس سلسلہ میں علماء کے ساتھ راجہ صدیق صاحب جو آزاد کشمیر کے ممبر اسمبلی ہیں انہوں نے اس میں بھرپور کردار ادا کیا اور انہوں نے یہاں تک کہا کہ مجھے وزارت اور کوئی عہدہ نہیں چاہئے مگر یہ مسئلہ حل کر دیا جائے۔ بہر حال اس کمیٹی نے ایک بل تیار کیا جو ۲؍ فروری کو اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ دستور کے مطابق اسے آئینی کمیٹی کے حوالے کیا گیا اور اس پر غور و خوض کے بعد ۶؍ فروری کو وزیر قانون راجہ نثار نے ترمیمی بل کا مسودہ پڑھ کر سنایا اور اس بل پر بحث کا آغاز ہوا، اور بالآخر متفقہ طور پر اسے منظور کر لیا گیا۔

اس طرح آزاد کشمیر میں بھی قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے۔ اس پر آزاد کشمیر کے وزیر اعظم، اسپیکر قومی اسمبلی، اراکین اسمبلی خصوصاً راجہ صدیق اور تمام علمائے کرام، آزاد کشمیر کے مسلمان پوری امت مسلمہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جب کبھی اس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا ہے یا انہیں مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم کہا جاتا ہے تو ہمارے بہت سے بھائیوں کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور وہ طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ اس موقع پر قادیانیوں کے عقائد و نظریات اور ان کے دیگر معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سے دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ قوم ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور انہوں نے پوری امت مسلمہ کو کافر کہہ کر اپنے لئے خود ہی مسلمانوں سے علیحدہ راستہ اختیار کیا ہے مگر ہم تمام دلائل کو چھوڑ کر صرف ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو ۱۹۷۴ء کی اسمبلی میں اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے قادیانیوں سے متعلق بحث کو سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔ انہوں نے علامہ اقبال کی تحریروں کے کئی اقتباسات پیش کرتے ہوئے کہا:

”علامہ محمد اقبال کی رائے میں قادیانی خود ہی اپنے کو ایک علیحدہ مذہبی جماعت قرار دیئے جانے پر اصرار کرتے رہے ہیں اور اس میں اس اعتراض کا بھی جواب ہے کہ ایوان کو انہیں علیحدہ مذہبی جماعت قرار دینے کا اختیار حاصل نہیں۔ یہ اس لئے کہ لاہور ہائی کورٹ اور پریوی کونسل نے فیصلہ دیا تھا کہ سکھ قوم، ہندو قوم کا حصہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ پارلیمنٹ نے سکھوں کو الگ قوم قرار دے دیا تھا۔ پارلیمنٹ ایسا کرنے کی مجاز ہے۔ یہ بات بھی کمیٹی کے ذہن نشین رہنی چاہئے۔ جناب والا! قادیانیوں کے بارے میں علامہ محمد اقبال مزید فرماتے ہیں:

”ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ لیکن اسلام کا وجود بطور ایک قوم اور معاشرہ تمام تر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا مرہون منت ہے۔ میرے خیال میں قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں: یا تو وہ صاف صاف بہائیوں کا طریقہ اختیار کریں یا اسلام کے نبوت کے ختمیت کے نظریے کو ترک کر دیں اور اس سے پیدا ہونے والی الجھنوں کا مقابلہ کریں۔ ان (قادیانیوں) کی طرف سے شاطرانہ تعبیریں محض اس خواہش کے باعث کی جا رہی ہیں کہ وہ اسلام کی گود میں بیٹھ کر سیاسی فوائد حاصل کریں۔“

جناب والا! علامہ اقبال آگے فرماتے ہیں:

”دوسری بات جسے ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے، قادیانیوں کی اپنی پالیسی اور عالم اسلام کے بارے میں ان کا رویہ ہے۔ تحریک احمدیہ کے بانی نے مسلمان قوم کو ”سڑا ہوا دودھ“ اور اپنے پیروکاروں کو ”تازہ دودھ“ کے نام سے پکارا اور موخر الذکر کو اول الذکر کے ساتھ میل جول رکھنے سے منع کیا۔ اس کے علاوہ ان کا بنیادی عقائد سے انکار، ان کا اپنے آپ کو نیا نام (احمدی) بطور جماعت دینا، ان کا عام مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہ کرنا، مسلمانوں سے شادی بیاہ کے معاملات میں بائیکاٹ وغیرہ وغیرہ اور سب سے بڑھ کر ان کا اعلان کہ تمام عالم اسلام کافر ہے۔ یہ تمام باتیں بلاشبہ قادیانیوں کی (بطور قوم) اپنی علیحدگی کا اعلان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مندرجہ بالا حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ وہ (قادیانی) اسلام سے کہیں زیادہ دور ہیں، بہ نسبت سکھوں کے ہندوؤں سے دوری کے۔ سکھ کم از کم ہندوؤں سے شادی بیاہ تو کرتے ہیں، گو وہ ہندوؤں کے مندروں میں عبادت نہیں کرتے۔“

جناب والا! تو علامہ اقبال کے یہ نظریات ہیں۔ میں یہ معروضات کر رہا ہوں کہ وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔“ (تاریخی دستاویز، ص: ۳۲۵-۳۲۶) ☆

ایک تحقیقی جائزہ

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع وفات عیسیٰ پر تھا؟

مولانا عبدالحکیم نعمانی

قادیانی حضرات اکثر یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع وفات عیسیٰ علیہ السلام پر ہو گیا تھا۔ یہ عقیدہ قادیانی احباب نے یقیناً مرزا غلام قادیانی سے لیا ہے جنہوں نے اکثر اپنی تحریروں میں بڑا زور لگا کر اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر اجماع کر چکے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ اس کھوکھلے دعویٰ کی حقیقت کیا ہے۔

پہلے ہم مرزا قادیانی کی عبارات سے ہی ان کے دعویٰ کا پوسٹ مارٹم کرتے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کا عقیدہ دیکھیں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب صحابہ کرامؓ میں کہرام مچ گیا اور حضرت عمرؓ نے تلوار اٹھالی کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں تلوار سے اس کا سر اتار دوں گا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیا: جس کے الفاظ مرزا قادیانی نے بخاری شریف کے حوالے سے یوں نقل کئے ہیں: ''جو شخص تم میں سے محمد ﷺ کی پرستش کرتا ہے اس کو معلوم ہو کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے اور جو تم میں سے خدا کی عبادت کرتا ہے تو اس کو معلوم ہو کہ خدا زندہ ہے جو نہیں مرے گا اور آنحضرت ﷺ کی موت پر دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا کہ محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے تمام رسول اس دنیا سے گزر چکے۔ یعنی مر چکے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نے الشاکرین تک یہ آیت پڑھ کر سنائی۔''

(تحفہ غزنویہ ص۴۷، خزائن ج۱۵ص۵۷۹)

مرزا قادیانی نے یہاں دانستہ یا نادانستہ طور پر ایک خیانت کی ہے۔ پہلی تو یہ کہ ''قد خلت من قبله الرسل'' کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ: ان سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے۔ جبکہ آیت میں کسی لفظ کا معنی یہ نہیں بنتا۔ دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی نے اس واقعہ کو کئی مقامات پر نقل کیا ہے، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے جو پہلی آیت پڑھی تھی، اس کا ذکر تک نہیں کیا جس کا ذکر صحیح بخاری کی حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: ''ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: لوگو! دیکھو! اگر کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ان (آپ ﷺ) کی وفات ہو چکی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کو موت کبھی نہ آئے گی۔'' پھر آپ نے پہلی آیت یہ پڑھی جس کا مرزا قادیانی نے ذکر نہیں کیا: ''انک میت و انهم میتون: الزمر: ۳۰'' (اے پیغمبر!) بیشک آپ کو بھی وصال فرمانا ہے اور ان کو بھی موت آنی ہے۔''

(بخاری: حدیث ۳۶۶۸)

اس کے بعد قد خلت والی آیت پڑھی جس کا ذکر مرزا قادیانی نے کیا۔ چونکہ اس آیت سے واضح ہوتا تھا کہ ابوبکرؓ کا استدلال صرف نبی کریم ﷺ کی وفات ثابت کرتا تھا، اس لئے شاید مرزا قادیانی نے اس کا ذکر مناسب نہ سمجھا۔ اس خطبہ کے ابتدائی الفاظ اور دونوں آیات کو اگر دیکھا جائے تو بالکل واضح ہے کہ ابوبکرؓ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ صرف نبی کریم ﷺ کا وصال ثابت کر رہے تھے۔

آگے چلتے ہیں مرزا قادیانی کی طرف: ''اس جگہ قسطلانی شرح بخاری میں یہ عبارت ہے: یعنی عمرؓ لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کر لیں، فوت نہیں ہوں گے۔''

(تحفہ غزنویہ ص۴۷، ۴۸، خزائن ج۱۵ص۵۸۰)

آگے مرزا قادیانی نے ''الملل والنحل'' کی عبارت نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں: ''جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں اپنی تلوار سے اس کی گردن اتار دوں گا۔ بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم اٹھائے گئے۔ اور ابوبکر نے کہا کہ جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے۔ تو وہ ضرور فوت ہو گئے اور جو شخص محمد ﷺ کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے۔ نہیں مرے گا۔ (یعنی ایک خدا ہی میں یہ صفت ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ ہے اور باقی تمام نوع انسان وحیوان اس سے قبل ہی مر جاتے ہیں کہ ان کی نسبت خلود کا گمان ہو) اور پھر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد (ﷺ) رسول ہیں اور سب رسول دنیا سے گزر

گئے۔ کیا اگر وہ فوت ہوگئے یا قتل کیے گئے تو تم مرتد ہو جاؤ گے۔ تب لوگوں نے اس آیت کو سن کر اپنے خیالات سے رجوع کرلیا۔"

(تحفہ غزنویہ ص۴۹،۵۰، خزائن ج۱۵ ص۵۸۱،۵۸۲)

قارئین! آپ خود غور کریں کہ مرزا قادیانی وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنے کے لئے کس قدر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور بالکل تقویٰ اور خوف خدا ترک کر چکا ہے۔ اس کو ثابت کرتے ہوئے عبارت کا جو حصہ میں نے بریکٹس میں لگایا ہے، الملل والنحل کی عبارت جو مرزا قادیانی نے پہلے عربی میں نقل کی، اس میں موجود نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے ترجمہ میں اسے بھی شامل کیا اور ترجمہ کا حصہ بنا دیا۔ جو یہ ہے: "یعنی ایک خدا ہی میں صفت ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ باقی انسان پہلے اس سے مرجاتے ہیں کہ ان کی نسبت خلود کا گمان ہو۔" یہ کن الفاظ کا ترجمہ ہے جو عربی عبارت مرزا قادیانی نے نقل کی؟ اس کا حصہ قطعاً نہیں۔ طوالت کی وجہ سے عربی عبارت نقل نہیں کی، لیکن کوئی بھی شخص دیکھ سکتا ہے۔ حوالہ اوپر درج ہے:

اب ان دو عبارات سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ قسطلانی شرح بخاری کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمرؓ کا یہ گمان تھا کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی وفات سے پہلے تمام منافقین کو قتل کرنا ضروری ہے، جب تک قتل نہ کرلیں تب تک ان کا فوت ہونا محال ہے۔ یہ وجہ تھی کہ وہ آپ ﷺ کی وفات تسلیم نہیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ واپس آجائیں گے (اور منافقین کو قتل کریں گے جیسے عیسیٰ علیہ السلام یہود کو قتل کریں گے)، ورنہ ان کے اس جملہ کا کیا مطلب کہ: "آنحضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقین کو قتل نہ کرلیں فوت نہیں ہوں گے۔"

(تحفہ غزنویہ ص:۲۸، خزائن، ج:۱۵، ص:۵۸۰)

دوسری بات جو مرزا قادیانی نے ملل ونحل سے نقل کی ہے کہ: "آپ اسی طرح سے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں جس طرح سے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اٹھا لئے گئے۔" ان کے سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے جید صحابی رسول نے یہ عقیدہ کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے، کہاں سے لیا جو مرزا قادیانی کے نزدیک ایک شرکیہ عقیدہ ہے؟ اور مرزا قادیانی نے انہیں صفحات پر یہ بھی لکھا ہے کہ عمرؓ سمیت کئی صحابہ اس غلط عقیدہ میں مبتلا تھے۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ صحابہ کرامؓ میں کہاں سے آیا؟ اگر کہو کہ اہل کتاب سے بعض صحابہؓ مسلمان ہوئے اور وہیں سے یہ عقیدہ بھی ساتھ آیا تو حضرت عمرؓ تو اہل کتاب سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا؟ اگر کوئی کہے کہ وہ کتب سابقہ پڑھتے تھے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ معروف حدیث ہے کہ انہوں نے تورات کی تلاوت کی محض اجازت چاہی تھی جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آپ نے گھٹنوں کے بل گر کر آپ ﷺ سے معافی مانگی۔

صاف سی بات ہے کہ یہ عقیدہ انہوں نے قرآن اور نبی کریم ﷺ کے فرامین سے ہی لیا تھا جو نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی خبر دیتے ہیں:

ہم مزید تفصیل میں جانے سے پہلے خطبہ صدیقی پر ایک نظر دوبارہ ڈال لیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ خطبہ صدیقی کے ابتدائی الفاظ یہ تھے کہ: "تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ وفات پاچکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے۔ اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اس کے بعد انہوں نے سورہ الزمر کی آیت پڑھی: "انک میت و انہم

مولانا احمد سعید ہزارویؒ کا سانحہ ارتحال

جمعیت علماء اسلام کے بزرگ راہنما اور ممتاز عالم دین مولانا احمد سعید ہزاروی رحلت فرماگئے۔ ان کی تدفین قبرستان کلاں میں کردی گئی۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے استاد حدیث مولانا عبدالقدوس قارن نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں، کارکنوں اور مرحوم کے عزیز واقارب نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک جامع مسجد بابائب والی باغبانپورہ کے خطیب وامام رہے۔ جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے بھرپور اور سرگرم زندگی گزاری، ان کی قیادت میں گوجرانوالہ کی عوام نے تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ اور تحریک مسجد نور میں سرگرم حصہ لیا۔ وہ طویل العمر عالم دین تھے۔ صدی سے زیادہ عرصہ دیکھا۔ ملنسار اور اخلاق کا مرقع تھے۔ تمام طبقات زندگی ان کا احترام کرتے تھے۔ قادیانیت کے خلاف ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ ان کی دینی خدمات کا تذکرہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنی کتاب "تحریک ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ" میں بھی کیا ہے۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکریٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، سید احمد حسین زید، حافظ احسان الواحد، مولانا محمد عارف شامی نے مرحوم کی خدمات کو سراہتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔

میتون: الزمر: ۳۰ "ترجمہ: "(اے محبوبﷺ!) آپ نے بھی وصال فرمانا ہے اور ان کو بھی موت آنی ہے۔"

ظاہری بات ہے کہ یہ آیت محض نبی کریمﷺ کی خبر دیتی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی۔ اس کے بعد انہوں نے قد خلت والی آیت آخر تک پڑھی کہ اگر یہ نبی فوت ہو جائیں تو کیا تم لوگ اپنے ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ پورے خطبہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر تک نہیں کیا۔

اب دیکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اس آیت سے کیا سمجھا۔ آپ نے فرمایا کہ: "اس آیت کو سننے کے بعد میری یہ حالت ہوگئی کہ میرے جسم کو میرے پیر اٹھا نہیں سکتے تھے اور میں زمین پر گرا جاتا ہوں۔"

(تحفہ غزنویہ ص:۵۰، خزائن، ج:۱۵، ص:۵۸۳)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے کہ: "لیکن حضرت عمرؓ کو اس آیت کا اس وقت تک علم نہیں تھا اور دوسرے بعض صحابہ بھی اسی غلط خیال میں مبتلا تھے اور اس سہو نسیان میں گرفتار تھے۔"

(تحفہ غزنویہ ص۴۹، خزائن ج۱۵ ص۵۸۲ بقیہ حاشیہ)

ہم مان لیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو اس وقت تک علم نہیں تھا اس آیت کا اور اس بات کو انہوں نے تسلیم بھی کیا کہ مجھے یوں لگا کہ جیسے یہ آیت ابھی نازل ہوئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کیا اسی ایک آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے؟ بلکہ قادیانی حضرات کے نزدیک تو ۳۰ سے زائد آیات ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتی ہیں۔ پھر اس ایک آیت کا علم نہ ہونے سے کیا فرق پڑ سکتا تھا؟ کیا ان کو: "اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک" آیت بھی نہ معلوم تھی اور نہ ہی: "فلما توفیتنی" والی آیت کا علم تھا اور نہ ہی ان سمیت باقی ۲۹ آیات کا علم تھا، جن میں واضح طور پر قادیانیوں کے بقول وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے؟ یہ بات عقلاً محال ہے۔ پھر حضرت عمرؓ مرزا قادیانی کے نزدیک محدث تھے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی تعریف کے مطابق محدث وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے اللہ ہم کلام ہوتا ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ سب سے زیادہ قرب نبویﷺ ہونے کے باوجود اور اللہ سے مخاطب رہنے کے باوجود بھی ایک شرکیہ عقیدہ پر قائم رہے ہوں۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ ابوبکرؓ نے بھی اگر وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنا ہوتی تو ان آیات میں سے کوئی پڑھتے جن میں قادیانی حضرات کے نزدیک واضح طور پر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔

مرزا قادیانی نے مزید ایک شعر نقل کیا جو کہ صحابی رسول حضرت حسان ابن ثابتؓ نے آپ کے وصال کے موقع پر پڑھا:

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ پس میری نظریں تو تیرے مرنے سے اندھی ہوگئیں۔ اب میں تیرے بعد کسی کی زندگی کو کیا کروں۔ عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے بے شک مر جائیں مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔

(تحفہ غزنویہ ص۵۰، خزائن ج۱۵ ص۵۸۳)

قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کس قدر زور لگا کر اور خیانت کی تمام حدیں پار کر کے صحابہ کرامؓ کا عقیدہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اشعار میں عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام کا ذکر تک نہیں اور بعدک فلیمت کے الفاظ ہیں کہ: "جو چاہے آپ کے بعد فوت ہو مجھے پرواہ نہیں۔" لیکن مرزا قادیانی نے یہاں بھی اپنی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ڈال لیا۔ (جاری ہے)

یوم یکجہتی مظلومین شام

گوجرانوالہ..... گوجرانوالہ کی تمام مساجد میں یوم یکجہتی مظلومین شام منایا گیا۔ خطباء و علماء نے عالمی برادری، اقوام متحدہ، او آئی سی اور مسلمان حکمرانوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی اس قتل عام پر خاموشی کو سفاکانہ قرار دیتے ہوئے مذمت کی ہے اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ غوطہ اور حلب سمیت شام میں جاری خون ریزی اور ظلم کو رکوائے۔ روسی، ایرانی، شامی حکومت اور ان کے اتحادیوں کو معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کے قتل عام سے روکے۔ انہوں نے کہا کہ ظلم و جارحیت کے اس سلسلہ میں مسلمان حکمرانوں کی خاموشی افسوسناک ہے۔ حکومت پاکستان فوری طور پر اسلامی کانفرنس کا ہنگامی اجلاس بلائے اور اس ظلم کو رکوائے۔ ایران، روس اور شام سمیت اتحادی ممالک سے احتجاج کرے اور سفارتی محاذ پر سرگرم ہو۔ ان خیالات کا اظہار شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد، شیخ الحدیث مولانا محمد عارف، شیخ الحدیث مفتی محمد ادریس، شیخ الحدیث مولانا محمد امین محمدی، علامہ نصیر احمد اویسی، علامہ خالد حسن مجددی، مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا عمر حیات سیال، مولانا محمد فیاض خان سواتی، مولانا مراد اللہ خاں، مولانا فضل الرحمن عابد، مولانا عبید اللہ حیدری، مولانا ہدایت اللہ جالندھری، مولانا عطاء الرحمن جالندھری، علامہ محمد ایوب صفدر، علامہ شاہ نواز فاروقی، علامہ جواد محمود قاسمی اور دیگر نے کیا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اور سرکاری طرزِ عمل

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

ملی یکجہتی کونسل پاکستان ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کو قابو میں لانے اور قومی مسائل پر تمام مکاتب فکر کے متفقہ موقف اور کردار کے اہتمام کے لئے قائم ہوئی تھی اور اس میں مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور قاضی حسین احمدؒ کے ساتھ ساتھ مختلف اوقات میں مولانا سمیع الحق، مولانا فضل الرحمن، پروفیسر ساجد میر، مولانا ضیاء القاسمیؒ، علامہ ساجد نقوی اور دیگر زعما کا متحرک کردار کونسل کی تاریخ کا حصہ ہے۔ اب یہ فورم اپنے دورِ ثانی میں صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر اور جناب لیاقت بلوچ کی قیادت میں سرگرم عمل ہے اور ان کے ساتھ مختلف دینی حلقوں کے سرکردہ حضرات شریک کار ہیں۔

گزشتہ سال ملی یکجہتی کونسل نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیشن قائم کیا جس کی مسئولیت راقم الحروف کو سونپی گئی اور جناب حافظ عاکف سعید، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر اور علامہ عارف حسین واحدی اس کا حصہ ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل دستور پاکستان کے تحت قائم ایک ریاستی ادارہ ہے جو شریعت اسلامیہ اور عصری قانون کے ممتاز ماہرین پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس ادارے کی دستوری ذمہ داری یہ ہے کہ ملک میں مروجہ قوانین کا جائزہ لے کر اسلامی نقطۂ نظر سے ان میں ترامیم اور اصلاح تجویز کرے اور اگر اس سے کوئی ریاستی ادارہ کسی مسئلہ یا قانون کے بارے میں شرعی رائے طلب کرے تو وہ باہمی مشاورت کے ساتھ یہ راہنمائی فراہم کرے۔

دستور کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں پیش کر کے ان کے مطابق قوانین میں ترامیم و اصلاح کے لئے قانون سازی کا اہتمام حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے، جبکہ عملی صورتحال یہ ہے کہ مروجہ قوانین کے بارے میں مکمل رپورٹ کے ساتھ ساتھ نئے پیش آمدہ مسائل کے حوالہ سے بیسیوں سفارشات اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے گزشتہ چار عشروں کے دوران مختلف وفاقی حکومتوں کو بھجوائی جا چکی ہیں مگر انہیں متعلقہ ایوانوں میں پیش کر کے ان کے مطابق قانون سازی کا کوئی معاملہ اس دوران سامنے نہیں آیا۔ حالانکہ دستوری طور پر حکومت اس بات کی پابند ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے کوئی سفارش موصول ہونے پر چھ ماہ کے اندر اسے متعلقہ اسمبلی میں پیش کرے اور پھر ایوان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دو سال کے اندر قانون سازی کا مرحلہ مکمل کرے۔ اس کے ساتھ یہ مسئلہ بھی درپیش رہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ایک عرصہ تک صیغۂ راز میں رہی ہیں اور ان کی اشاعت پر پابندی کی وجہ سے عوام تو کجا علمی و دینی حلقوں کو بھی ان تک رسائی میسر نہیں تھی۔ البتہ اب چند سالوں سے یہ پابندی ڈھیلی پڑی ہے تو ان سفارشات کا کچھ نہ کچھ علم لوگوں کو ہونے لگا ہے۔

دوسری طرف قومی سیاست میں نفاذ شریعت کا پروگرام رکھنے والے کم و بیش سبھی طبقے ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو دستور کے مطابق متعلقہ اسمبلیوں میں پیش کر کے ان کے مطابق قانون سازی کی جائے اور اس طرح ان سفارشات پر تمام مذہبی مکاتب فکر کی قیادتوں کا اتفاق بھی موجود ہے۔

اس پس منظر میں جب ہم چند دوستوں کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کی صورتحال کا جائزہ لیا جائے اور اس کے لئے کوئی عملی طریق کار تجویز کیا جائے تو ہم نے اس کے لئے سب سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل کے سیکرٹریٹ سے رابطہ ضروری سمجھا تاکہ ان سفارشات اور رپورٹوں تک رسائی ہو اور ہم یہ جائزہ لے سکیں کہ اس کام کو کیسے آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس دوران اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو ہوئی، جو دستوری طور پر ہر تین سال کے بعد ہوتی ہے، اور ملک کے معروف دانشور پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز کی سربراہی میں اگلے تین سال کے لئے نئے ارکان نے کونسل کی ذمہ داری سنبھالی تو ہم نے ان سے رابطہ کیا اور طے پایا کہ وہ ملی یکجہتی کونسل کے ایک سیمینار میں تشریف لائیں گے اور شرکا کو اس سلسلہ میں ضروری بریفنگ دیں گے۔ یہ سیمینار ۱۲ر فروری کو اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے راہنما جناب میاں محمد اسلم کی میزبانی میں منعقد ہوا جس میں مختلف مکاتب فکر اور طبقات کے سرکردہ حضرات نے شرکت کی جبکہ اسلامی

نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر قبلہ ایاز کے ہمراہ کونسل کے فاضل سیکرٹری ڈاکٹر حافظ اکرام الحق یاسین بھی تشریف لائے اور انہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کی اب تک کی سرگرمیوں اور سفارشات کے بارے میں شرکائے سیمینار کو تفصیلی بریفنگ دی۔

ڈاکٹر حافظ اکرام الحق نے اس موقع پر بتایا کہ اسلامی نظریاتی کونسل بلکہ اس سے قبل اس سلسلہ میں سرکاری طور پر قائم کیے جانے والے اداروں، تعلیمات اسلامیہ بورڈ، اسلامی مشاورتی کونسل اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے حوالہ سے ایک تفصیلی رپورٹ دو جلدوں میں اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے شائع کی گئی ہے جس میں ان سفارشات کا تعارف کرادیا گیا ہے جو کونسل نے اب تک حکومتوں کو پیش کی ہیں مگر قانون سازی کے مراحل سے نہیں گزر سکیں۔

سیمینار کی صدارت راقم الحروف نے کی اور اس سے پروفیسر محمد ابراہیم، حافظ عاکف سعید، قاضی محمد ظفر الحق، علامہ عارف حسین واحدی، جناب ثاقب اکبر اور دیگر زعما نے خطاب کیا۔ اس موقع پر ملی یکجہتی کونسل کی طرف سے سیمینار کی رپورٹ میں جن خصوصی نکات کا اظہار کیا گیا وہ درج ذیل ہیں:

ملک میں نفاذ اسلام کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی قابل تحسین ہے اور اسے مجموعی طور پر ملک کے تمام دینی حلقوں کا اعتماد حاصل ہے۔

کونسل کی سفارشات کو دستور کے مطابق متعلقہ اسمبلیوں میں پیش نہ کرنا افسوسناک ہے اور حکومت کو اس سلسلہ میں اپنے طرز عمل پر نظرثانی کرتے ہوئے سفارشات کو قانون سازی کے لئے ایوانوں میں بلا تاخیر پیش کرنا چاہیے۔

عدالت عظمٰی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دستور کے احکام اور تقاضوں پر عملدرآمد کی نگرانی کرے مگر اسلامائزیشن کے حوالہ سے عدالت عظمٰی کا اب تک کا طرز عمل تسلی بخش نہیں ہے۔ اس لئے ہمارا عدالت عظمٰی سے مطالبہ ہے کہ وہ اس حوالہ سے اپنی دستوری ذمہ داری ادا کرنے کے لئے عملی پیش رفت کرے۔

ملک کے تمام دینی و علمی حلقوں بالخصوص اسمبلیوں میں دینی جدوجہد کی نمائندگی کرنے والی جماعتوں سے گزارش ہے کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی کے لئے مؤثر کردار ادا کریں۔

ملی یکجہتی کونسل اس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی کے معاملہ میں متعلقہ ریاستی اداروں کی بے توجہی اور غفلت کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لئے عوامی تحریک کا اہتمام کیا جائے اور ان سفارشات کو قانون سازی کے لئے متعلقہ ایوانوں میں پیش کرنے کے لئے متبادل صورت اختیار کی جائے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۵؍فروری ۲۰۱۸ء)

حضرت مولانا غلام محمد ریحان رحمۃ اللہ علیہ

متکلم اسلام، قادر الکلام، ممتاز خطیب، ادیب و قلم کار، محدث و مفسر، مقبول مدرس، استاذ الاساتذہ، حضرت مولانا غلام محمد ریحان رحمۃ اللہ علیہ کہروڑپکا ۱۱؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۷؍جنوری ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ بعد نماز فجر ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم نہ صرف اپنی جدائی کے غم والم سے دنیا کو مغموم کر گئے، بلکہ علم سے رشتہ رکھنے والا ہر انسان اس عظیم المرتبت شخصیت کے سانحہ ارتحال سے رنجیدہ ہے۔ مدتوں بعد ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو یادگار صفحہ ہستی پر نقوش ثبت کر جاتے ہیں۔ مولانا حافظ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی ان شخصیات میں سے تھے جن کی موجودگی کے احساس سے ہی دل و جان کو اطمینان وانبساط نصیب ہوتا تھا۔

استاذ محترم حضرت قاری امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں میرے ہم کلاس تھے۔ مولانا میرے صف اول کے دوست و رفیق تھے۔ کہروڑپکا میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۳ء تک ہم نے ایک ساتھ مولانا محمد سعید قریشی جبلہ کی امارت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ساتھ ہراول دستہ کے طور پر نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ تا پیغام اجل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑپکا کے امیر تھے۔

مولانا مرحوم میرے درس قرآن کریم کے آخری ساتھی تھے۔ افسوس، ہزار با افسوس کہ میں تنہا رہ گیا۔ مولانا مرحوم اپنے اساتذہ کرام کی طرح احترام واکرام کیا کرتے تھے۔ یہ ان کا بڑا پن تھا۔ آج جب کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ ہمارے درمیان نہیں رہے۔ لیکن آپ کی محبتوں اور محنتوں کا پورا نقشہ موجود ہے۔ جس کو فراموش کئے بغیر کام کرتے رہنا کامیابی و کامرانی کی کلید ہے۔ اللہ رب قدیر رفیق قدیم مولانا غلام محمد بردااللہ مضجعہ کو غریق رحمت فرمائے اور ہدایت یافتہ جنتی لوگوں میں داخل فرمائے۔ ان کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے۔ آپ کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کو قبول فرماتے ہوئے صدقہ جاریہ بنائے اور آپ کے فیوضات کو ہمیشہ جاری وساری رکھے۔ آمین یا رب العالمین!

دریافت کی ہے میں نے وہ منزل کہ دوستو!
ڈھونڈیں گے میرے بعد بہت کارواں مجھے

مولانا قاری بشیر احمد نقشبندی، نگران وفاق المساجد جامعہ بنوریہ عالمیہ، کراچی

کلام اللہ میں بیتا شیر دیکھی — بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دکھنی جامع مسجد درس کمیٹی و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع جنوبی

زیر صدارت
مولانا شاہ حکیم محمد مظہر

زیر سرپرستی
عبدالرزاق اسکندر

مفتی محمد پراچہ

محمد کلیم اللہ نعمان

محفلِ حُسنِ قراۃ

بارہویں سالانہ

و

بیاد شہداء ختم نبوت

تحفظ ختم نبوت ﷺ کانفرنس

24 مارچ 2018

بروز ہفتہ

بعد نماز مغرب ان شاء اللہ

جامع مسجد دکھنی

پاکستان چوک کراچی

قراء اکرام

فضیلۃ الشیخ قاری المقری
رافت حسین علی یوسف
مصر

قاری
ابراہیم کانسی

فضیلۃ الشیخ قاری المقری
عبداللہ السید عبداللہ عطا
مصر

خطباء و علماء

حضرت مولانا اکرم طوفانی

مولانا عبدالغفور حیدری

محمد الیاس حسن

مفتی انس یونس

حضرت مولانا قاضی احسان احمد

حبیب اللہ ارمانی

پروگرام Live سننے کیلئے
www.dakhnidars.org

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان